اور وہ لوگ جنھوں نے طاغوت سے کنارہ کشی کر لی (اس طرح) کہ اس کی غلامی نہ کی، اور انہوں نے طاغوت کو ترک کر کے رجوع کر لیا اللہ کی طرف، اُنکے لیے بشارت ہے، تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجیے۔ الزمر آیت 17

برأت از الطّاغوت

طاغوت از نظرِ قرآن

ابو محمد المجاہد

ناشر: فُرسَان الھَیجَہ

الحمدللّٰہ ولی المومنین و ربِ العالمین و صل علیٰ خاتم النبین و ولی المومنین ابا القاسم محمدؐ و علیٰ آئمۃ المسلمین من آلہٖ الطیبین الطاھرین و لعنۃ اللہ علیٰ اعداءھم اجمعین

معرفتِ اسلامِ نابِ محمدیؐ کی یہ ادنٰی کاوش بار گاہِ اقدسِ **ذاتِ واجب الوجود، الصمد، لَمْ یَلِدْ ۰ وَلَمْ یُوْلَدْ، اللہ وحدہٗ لاشریک رسولِ اعظم محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور انکی آلِؑ اطہار** بالاخص منجیِ انسانیت، وارثِ مصطفیٰؐ، **حضرت امام حجتؑ ابن الحسنؑ المہدی** میں پیش کرتے ہیں

بت شکنِ زماں، نائبِ المہدیؑ، فرزندِ زہراء(س)، امامِ امت، آیتہ اللہ العظمٰی سید روح اللہ موسوی خمینیؒ، شہداءِ اسلامِ ناب، ولیِ فقیہ آیتہ اللہ العظمٰی رہبرِ معظم امام سید علی خامنہ ای (حفظہ اللہ)، استادِ محترم حجۃ الاسلام، فرزندِ انقلاب، مُبلغِ اسلامِ ناب، موذنِ بیداریِ اُمت، داعیِٔ نظامِ ولایت و امامت آقائے سید جواد نقوی (حفظہ اللہ) اور عالمی بسیجِ اسلامِ ناب (حفظہ اللہ اجمعین) کے نام !

قرآن کو قرآن کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی جاے اور محمدؐ و آلؑ محمدؐ کے کلامِ مقدس کو رہنما قرار دیا جاے تو ھم قرآن سے ہر حل پا سکتے ہیں۔طاغوت قران کا اہم موضوعِ گفتگو ہے۔ چونکہ قرآن کتابِ ثواب و ورد و وظیفہ و حفظِ عربی وغیرہ کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ ہدایتِ انسان کے لیے آیا ہے۔ قرآن اک مکمل نظامِ زندگی (نہ کہ فقط اک ملکہِ نفسانی) کو بعنوانِ تقوی پیش کرتا ہے، اجتماعی نظامِ حیات بعنوانِ ولایت و امامتِ الٰہیہ پیش کرتا ہے۔ تقوی کے مقابلے میں طغوٰی و طاغوت و ولایتِ طاغوت ہے، چونکہ رات کے بِنا دن اور بیماری کے بِنا صحت کی معرفت ممکن نہیں ہے اسی طرح ضروری ہے کہ نظامِ قرآن تب سمجھ میں آے گا جب اسکی وہ ضد جسکو خود قرآن نے اور محمدؐ و آلؑ محمدؐ کے کلامِ مقدس نے متعارف کرایا اسکو سمجھیں۔ یہ اسی سلسلہِ تذکر کی اک ادنٰی سی کاوش ہے، اس میں آیاتِ الٰہیہ کو پیش کیا گیا ہے جن میں مادہ طغٰی سے مشتق الفاظ کا استعمال ہوا ہے تا کہ حدودِ الہٰی سے بڑھنے والوں کو معلوم ہو سکے کہ کلام اللہ انکے بارے میں کہتا ہے، اور اہلِ ایمان کو بھی معلوم ہو کہ حدود و نظامِ الہٰی سے آگے بڑھنے کو اللہ نے اپنے کلام میں کس زاویے سے پیش کیا ہے، یہ اک کج فہم انسان کی جسارت مندانہ کوشش ہے، امید ہے کہ متدینین اہلِ علم و دانش اصلاح فرمائیں گے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ بحقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہم سب کو معرفتِ توحید و معرفتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ و معرفتِ اسلامِ نابِ محمدیؐ عطا فرمائے۔ ہدیہ تشکر اللہ سبحانہ و تعالٰی، سیدنا محمدؐ و آلِ محمدؐ کا اور اُسکے بعد اُنکا جنکا نام تو نہیں لیا جا سکتا لیکن جنکا وجودِ بابرکت میرے لیے حیات افروز ہے، اللہ اُنکو صحت و سلامتی دے اور انکا ساتھ میرے لیے دائمی قرار دے اور دعا گو ہوں کہ اللہ بحقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہم سب کو معرفتِ توحید و معرفتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ و معرفتِ اسلامِ نابِ محمدیؐ عطا فرمائے۔ الٰہی آمین

ابو محمد المجاہد (احمد فاطمی) ربیع الاول 1439 ہجری

مکتبۃ المعارف السلامیہ: **فُرسَان الهَيجَه**

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ ذٰلِكَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ۝۵۹

اے ایمان والو ! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور تم میں سے جو صاحبان امر ہیں ان کی اطاعت کرو پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو جائے تو اس سلسلے میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بھلائی ہے اور اس کا انجام بھی بہتر ہوگا۔

اس آیت میں **اسلامی نظام سیاست اور دستور ریاست** کی اہم ترین دفعات کا ذکر ہے اور وہ درج ذیل اصول کے مطابق ہیں :

i۔ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ : اس نظام میں طاقت اور اقتدار کا سرچشمہ اللہ کی ذات اور واجب الاطاعت و حاکم اسکا مقرر کردہ یا اسکی حجتؑ کا مقرر کردہ ہے اور دوسرے تمام احکام کا اسی کی ذات پر منتہی ہونا ضروری ہے، ورنہ جو بھی اس سے ہٹ کے ہوگا **طاغوت** کے احکام و دستور شمار ہوں گے۔

امام محمد باقر (علیہ السلام) نے فرمایا اولی الامر سے اولی الفقہ والعلم مراد ہیں یعنی صاحب فقہ اور علم۔ راوی نے عرض کیا عام لوگ مراد ہیں جو فقہ اور علم کا دعویٰ کرتے ہوں یا خاص بندے مراد ہیں۔ فرمایا بلکہ وہ خاص صاحب علم مراد ہیں جو ہم میں سے ہیں۔ فرمایا کہ اولی الامر حکم نافذ کرنے والے سے مراد آل محمد ہیں، حکم صادر کرنے والے صرف ہم ہیں۔

سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی جو شخص تمہاری ولایت سے بری ہے وہ میری ولایت سے بری ہے، جو میری ولایت سے بری ہے وہ خدا کی ولایت سے بری ہے، اے علی تمہاری اطاعت میری اطاعت، میری اطاعت خدا کی اطاعت، جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی کے بنا کر بھیجا۔ ہم اہل بیت سے محبت کرنا موتی، یاقوت سرخ، اور زمرد سے زیادہ قیمتی ہے ہماری محبت کا عہد لوگوں کی ارواح سے خدا نے عالم میثاق میں لیا جو لوح محفوظ میں درج ہے، قیامت تک ان لوگوں کی تعداد وہی رہے گی ان میں ایک آدمی کی بھی کمی بیشی نہیں ہوگی،

اس سے متعلق خدا کا قول ہے "اے ایمان والو ! خدا، رسول اور تم میں سے جو صاحب امر ہے اس کی اطاعت کرو صاحب امر علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی ذات ہے"۔ عیسی بن السری سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ (علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ اسلام کے ستون کون کون سے ہیں کہ اگر ان کی پہچان نہ ہو تو آدمی کا دین برباد اور عمل مقبول نہ ہو۔

فرمایا لا الہ الا اللہ کا اقرار۔ رسول خداؐ اور جو چیز آپؐ نے منجانب اللہ پیش کی اس پر ایمان، زکوۃ ادا کرنا، محمدؐ کی ولایت کا اقرار کرنا۔ میں نے عرض کیا ولایت کوئی اور بھی ہے، خدا کا فرمان ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا ال رسول واولی الامر منکم۔ فرمایا صاحب امر علی بن ابی طالبؑ۔

ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ سات ہیں۔ (جن میں سے اک) خدا کی نازل شدہ چیز کا انکار کرنا ہے، انہوں نے ہمارے حقِ حکومت و ولایت کا انکار کیا۔ ہمارا حقِ حکومت غصب کیا اور نہیں دیا۔

امامیہ کا عقیدہ: قرآن و احادیثِ رسول اکرم ﷺ کے مطابق اولی الامر سے مراد ائمہ اہل البیت علیہم السلام ہیں۔ خدا اور سول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ان کی اطاعت واجب ہے۔ جیسا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ کیونکہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) معصوم ہیں۔ وہ جو بات کرتے ہیں وحی الٰہی کے مطابق کرتے ہیں۔ اسی طرح اولی الامر ائمہ اہل البیت علیہم السلام کی اطاعت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت ہے، اور غیبتِ کبریٰ امام القائم المہدیؑ میں جانشینِ امامؑ فقیہِ عادل کو تا ظہورِ امام مہدیؑ حقِ ولایت و حکومت ہے اور اسکی اطاعت ائمہ اہل البیت الاخص امام صاحب الزمان مہدی الحجت ابن حسن علیہم السلام کی اطاعت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ یَسۡتَہۡزِئُ بِہِمۡ وَ یَمُدُّہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۱۵﴾

اللہ ان سے استہزا کر رہا ہے اور وہ ان کو ان کے طغیان و سرکشی میں ڈھیل دے رہا ہے، وہ بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ (البقرہ آیت 15)

لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَہَا ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۵۶﴾

کوئی زبردستی نہیں دین میں یقینا ہدایت واضح ہو چکی ہے گمراہی سے پس جو انکار کرے طاغوت کا اور ایمان لائے اللہ پر یقینا اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (البقرہ آیت 256)

☆ عبداللہ بن عباس راوی ہیں کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:
مَنۡ اَحَبَّ اَنۡ یَتَمَسَّکَ بَالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی الَّتِیۡ لَا انۡفِصَامَ لَھَا فَلۡیَتَمَسَّکۡ بِوَلَایَۃِ اَخِیۡ وَ وَصِیِّیۡ عَلِیّ بۡنِ اَبِیۡ طَالِب فَاِنَّہٗ لَا یَھۡلِکُ مَنۡ اَحَبَّہٗ وَ تَوَلَّاہُ وَ لَا یَنۡجُوۡ مَنۡ اَبۡغَضَہٗ وَعَادَاہُ۔ { معانی الاخبار ص ۳۶۸۔ بحار الانوار ۳۸ : ۱۲۱}
جو نہ ٹوٹنے والی مضبوط رسی کو تھامنا چاہتا ہے وہ میرے بھائی اور وصی علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی ولایت و امامت (نظامِ ولایت و امامت) سے تمسک کرے۔
دین کو عقل و منطق کی بنیاد پر استوار ہونا چاہیے۔ اسلام دین کو قبول یا رد کرنے میں جبر کا قائل نہیں: لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ
جن لوگوں نے دین کو رد کرنے کے لیے طاقت استعمال کی، اسلام نے اس طاقت کے خلاف طاقت استعمال کی ہے۔ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ، قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ
نظریاتی آزادی اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے اور جہاد کا مقصد اسی آزادی کا تحفظ ہے۔

ایمان باللہ اور طاغوت (یعنی ولایتِ الٰہی و ولایتِ رسولؐ و ولایت اوصیا رسولؐ و ولایتِ جانشینِ معصومؑ کے مقابل غیر الٰہی حقِ حاکمیت و نظام) کا انکار مذہبی آزادی کا ثمرہ اور انسانی فلاح کا مضبوط ترین وسیلہ ہے: فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ
طاغوت کی نفی کیے بغیر ایمان باللہ ممکن ہی نہیں ہے: فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡ بِاللّٰہِ
الکافی ۲ : ۱۴۔ بحار الانوار ۸ : ۷۰، ۲۴ : ۸۳۔ ۸۴ بصائر الدرجات بحوالہ بحار الانوار ۲۵ : ۱۴۶

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾

اللہ سرپرست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے وہ نکالتا ہے انہیں (کفروشرک کی) تاریکیوں سے (اسلام کی) روشنی کی طرف اور جنھوں نے کفر اختیار کیا ان کے سرپرست طاغوت ہیں وہ نکالتے ہیں انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف وہی لوگ اہل دوزخ ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(البقرہ آیت 257)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾

کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنھیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں جبت اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنھوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔(النساء آیت 51)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿٦٠﴾

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو اتاری گئی ہے آپ کی طرف، اور اس پر بھی جو اتاری گئی آپ سے پہلے، مگر وہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ لے جائیں طاغوت کے پاس اور اسکی حاکمیت کو تسلیم کرئیں، حالانکہ ان کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ یہ اس کیساتھ کفر کریں، اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بھٹکا کر ڈال دے بہت دور کی گمراہی میں۔(النساء آیت 60)

☆زعم۔ایسی بات نقل کرنا جس میں جھوٹ کا احتمال ہو۔اسی لیے قرآن میں یہ لفظ مذمت کے موقع پر استعمال ہوا کرتا ہے۔اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ : گزشتہ آیت میں ارشاد ہوا خدا، رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اولی الامر کی اطاعت کرو اور باہمی نزاع کی صورت میں اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف رجوع کرو۔یعنی مسئلے کا مثبت پہلو بیان ہوا۔ اس آیت میں اسی مسئلے کے منفی پہلو کا بیان ہے۔ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاکَمُوۡۤا اِلَی الطَّاغُوۡتِ : وہ باہمی نزاع کی صورت میں اپنے فیصلے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف لے جانے کی بجائے طاغوت کی طرف لے جاتے ہیں۔طاغوت یعنی ہر وہ طاقت جو اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیصلوں کے مقابلے میں اپنا فیصلہ رکھتی ہو۔
وَ قَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِہٖ : اللہ نے طاغوت سے کفر وانکار کرنے کا حکم دیا ہے۔اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی قرآن وسنت کی پیروی کے لیے اولی الامر کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔ہر زمانے میں سب غیر شرعی نظام طاغوت کے مصداق ہیں۔

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۚ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِیَآءَ الشَّیۡطٰنِ ۚ اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا ﴿۷۶﴾

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں تو ان کا لڑنا اللہ کی راہ میں ہوتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں، سو شیطان کے حمایتیوں سے لڑو، شیطان کا مکر دیکھنے میں کتنا ہی مضبوط دکھائی دے لیکن حق کے مقابلے میں کبھی جمنے والا نہیں۔(النساء آیت 76)

قُلۡ ہَلۡ اُنَبِّئُکُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِکَ مَثُوۡبَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ مَنۡ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَ غَضِبَ عَلَیۡہِ وَ جَعَلَ مِنۡہُمُ الۡقِرَدَۃَ وَ الۡخَنَازِیۡرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ؕ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّ اَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ ﴿۶۰﴾

آپ ﷺ کہدیں کیا میں تمہیں بتلاؤں؟اس سے بدتر جزا (کس کی ہے) اللہ کے ہاں (وہی) جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب کیا اور ان میں سے بنادئے بندر اور خنزیر اور (انھوں نے) طاغوت کی غلامی کی۔وہی لوگ بدترین درجہ میں ہیں اور سیدھے راستہ سے سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔(المائدہ آیت 60)

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اور ہم پھیر دیں گے ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو (حق کے سمجھنے اور دیکھنے سے) جس طرح کہ یہ ایمان نہیں لائے اس (قرآن عظیم) پر پہلی مرتبہ اور انھیں چھوڑ دیں گے کہ یہ اپنی طاغوتی طرزِ زندگی اور راستے پہ بھٹکتے رہیں۔ (الانعام آیت 110)

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

جس کو خدا گمراہ کرے پھر اس کو کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ ان کو ان کی طاغوت پرستی کی گمراہی میں سر گرداں ہی چھوڑے رکھتا ہے۔ (الاعراف آیت 156)

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾

اور (اے اہلِ حق!) تم ان (نظامِ طاغوت اور اسکے سرغنوں) کے ساتھ (قیامِ امن و نظامِ دین کے لیے) جنگ کرتے رہو، یہاں تک کہ کوئی فتنہ (باقی) نہ رہ جائے اور سب دین (یعنی نظامِ انفرادی و اجتماعی بندگی و زندگی) اللہ ہی کا ہو جائے، پھر اگر وہ باز آ جائیں تو بیشک اللہ اس (عمل) کو جو وہ انجام دے رہے ہیں، خوب دیکھ رہا ہے۔ (الانفال آیت 39)

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾

لیکن ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، ان کیطاغوت پرستی اور انکی طاغوتی طرز و نظامِ زندگی کی سرکشی میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ (الیونس آیت 11)

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

سو آپ استقامت پر رہیئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور جو لوگ دینِ الٰھی کی طرف پلٹ کر آ گے اور آپ کے ساتھی ہیں وہ بھی استقامت پر رہیں، اور حد سے آگے نہ بڑھو طاغوتیت اختیار مت کرو، بے شک وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (الھود آیت 112)

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۳۶﴾

ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے کہ تم اللہ کی عبدیت کا نظام اور توحیدی نظام کا ابلاغ ونفاذ کرو، اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ پھر ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو اللہ نے ہدایت دے دی اور کچھ ایسے تھے جن پر گمراہی مسلط ہو گئی۔ تو ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ (النحل آیت 36)

وَاِذۡ قُلۡنَا لَکَ اِنَّ رَبَّکَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلۡنَا الرُّءۡیَا الَّتِیۡۤ اَرَیۡنٰکَ اِلَّا فِتۡنَۃً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَۃَ الۡمَلۡعُوۡنَۃَ فِی الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُہُمۡ ۙ فَمَا یَزِیۡدُہُمۡ اِلَّا طُغۡیَانًا کَبِیۡرًا ﴿٪۶۰﴾

اور جب ہم نے آپ سے کہا بلاشبہ آپ کا رب سب لوگوں کو محیط ہے اور جو رویت (عینی رویئت) ہم نے آپ کو دکھادی اور قرآن میں جس کو لعنتی شجر (لعنتی سلسلہ) بتایا یہ دونوں چیزیں صرف اس لئے تھیں کہ لوگوں کو آزمائش میں ڈالا جائے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر اس سے ان کی طاغوت پذیری و وطاغوت پرستی و سرکشی میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ (الاسراء آیت 60)

وَ اَمَّا الۡغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰہُ مُؤۡمِنَیۡنِ فَخَشِیۡنَاۤ اَنۡ یُّرۡہِقَہُمَا طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا ﴿ۚ۸۰﴾

اور جو لڑکا تھا تو (اس کی حقیقت یہ ہے کہ) اس کے والدین مومن تھے پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا اس لیے اسکو قتل کر دیا) مجبور کر دیگا انھیں طاغوت پذیری و وطاغوت پرستی و سرکشی اور کفر پر۔ (الکھف آیت 80)

اِذۡہَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ﴿٪۲۴﴾

تم فرعون کے پاس جاؤ اور للکارو کہ وہ بڑا سرکش وطاغوت بن گیا ہے۔ (الطٰہٰ آیت 24)

طَغٰی الخ "طغیان سے ہے جس کے معنی انتہائی سرکشی کے ہیں۔ فرعون کی سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" اور "مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ" کا اعلان (یعنی میں تم کو پالنے والا ہوں، اگر مجھکو چھوڑو گے تو کہاں جاو گے) کر دیا تھا۔

☆اس فکر کا اظہار آج بھی طاغوتوں سے مرعوب لوگ کرتے ہیں کہ اگر اس نظام سے الگ ہوں اس کے خلاف ہوں تو اپنے حقوق کہاں سے حاصل کریں، ہم تو اس لیے طاغوت کے ساتھ ہیں کہ (وہ رب اعلیٰ ہے) ہم اپنے حقوق کا دفاع کریں۔

☆ایسی رسالت جو علاقے کے طاقتور ترین اور خطرناک ترین لوگوں کو فرمان الٰہی پہنچانے سے شروع ہوتی ہے۔

اللہ فرماتا ہے: فرعون کی طرف جا کہ وہ سرکش ہو گیا ہے (اذھب الی فرعون انہ طغی) ایک فاسد اور خراب شدہ ماحول کی اصلاح اور ہر جہت سے ایک انقلاب بر پا کرنے کے لیے فساد کے سرغنوں اور کفر کے سر براہوں سے شروع کرو انکو للکارو، ایسے لوگوں سے کہ جو معاشرے کے تمام لوگوں میں اثر رسوخ رکھتے ہیں اور وہ خود یا ان کے افکار و نظریات یا ان کے اعوان و انصار ہر جگہ موجود اور معاشرتی اداروں کو اپنے قبضہ میں لیا ہوا ہے۔ اگر ان کی اصلاح ہو جائے یا اصلاح نہ ہونے کی صورت میں وہ جڑ سے اکھاڑ پھینکے جائیں۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ﴿۴۳﴾

آپ مل کر نمایندۂ نظامِ الٰہیہ بن کر (میرا پیغام لے کر) فرعون کے پاس جایئے بیشک وہ حد سے گزر کر بڑا سرکش و طاغوت بن گیا ہے۔ (الطٰہٰ آیت 43)

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾

(اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس میں طاغوتیت اختیار کرتے ہوے حد سے نہ نکلنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ ☆جو اللہ کھانے میں طاغوتیت اور مرضیِ انسانِ ناقص کا اختیار نہیں دیتا وہ پورے معاشرے کے لیے کیونکر آزاد چھوڑ دے گا اور ہر کس و ناکس غیر الٰہی نظام کے تحت جینے کی اجازت دے سکتا ہے؟ (الطٰہٰ آیت 81)

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾

اور اگر ہم (خالق کی حیثیت سے ان پیروانِ کفر کے حال) پر رحم فرمائیں اور جو مصیبت ان پر پڑی ہے اسے دور بھی کر دیں تو یہ (ایسے بد نفس ہیں کہ اسکو اپنی طاغوت پرستی کی حقانیت کی دلیل مان کر حق کی مخالفت میں) سرکش بن کر اڑے رہیں گے اور اصرار کرتے رہیں گے۔ (المومنون آیت 75)

ارشاد ہے یہ لوگ باطل و طاغوت پرستی میں اتنے پختہ ہوگئے ہیں کہ اب ان کو ظلمتوں سے نکالنے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی ان کے ذہن مسخ ہوگیا ہے۔ نور حق کو دیکھنے اور دیکھ کر پہچاننے والی آنکھ اندھی ہوگئی ہے۔ ان پر رحم و کرم کیا جائے تب بھی ہدایت قبول نہیں کریں گے۔ لجوااللجاج التمادی فی العناد و تعاطی الفعل المزجور عنہ۔ یعنی عناد و مخالفت میں بڑھے چلے جانا اور جس فعل سے روکا جائے اس کا ارتکاب کرنا۔ یعمھون : العمہ، الترددفی الامر من حیرۃ۔ حیرت سے کسی کام میں متردد ہونا۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ۝۳۰

اور ہمیں تم پر کوئی اختیار تو تھا نہیں ٔبلکہ تم خود ہی حد سے بڑھ جانے والی قومِ طاغوت پسند تھے (الصافات آیت 30)

جب طاغوت پسند غلبہِ حق وامرِ عذاب کا سامنا کریں گے تو کہیں گے کہ ہم تو فلاں کے پیروکار تھے اس نے ہم کو بتایا تھا کہ باطل میں رہنا بہتر و سودمند ہے اور طاغوت کے سایے میں جینے اور اسکے ساتھ چلنے کا جواز ہے، اب یہ غلط ثابت ہوا تو ہمکو معاف کر کے انکو پکڑا جاے تو اس کے جواب میں ان کے قائد اور پیشوا یہ جواب دیں گے کہ تم خود مجرم ضمیر تھے تم نے اپنا فائدہ اسی میں دیکھا تھا کہ ہمارے ساتھ لگ جاؤ۔ ہم نے زبردستی تمہیں مجبور نہیں کیا تھا نہ ہم میں کوئی ایسا زور اور طاقت تھی۔

آج تم خواہ مخواہ ہمیں موردالزام ٹھہرا رہے ہو۔ لہٰذا جیسے مجرم ہم ہیں ویسے ہی تم بھی مجرم ہو۔ اگر ہم گمراہ تھے تو ایک گمراہ سے بجز گمراہی کی طرف بلانے کے اور کیا توقع ہوسکتی ہے۔ مگر تمہیں اپنی عقل اور عاقبت اندیشی سے کام لینا چاہئے تھا۔ آج تو ہم سب کو اپنی غلط کاریوں کا مزہ چکھنا ہوگا۔ یعنی خود تمہارے خمیر میں طغیان و سرکشی بھری تھی اس لئے تم نے حق کو چھوڑ کر ہماری اتباع کی تھی اور راہِ انبیّاء و معصومینؑ اور نظامِ انبیّاء و معصومینؑ کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی۔
وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ (اور ہمیں تم پر کوئی زور نہ تھا) ایسا تسلط نہ تھا کہ جس سے ہم تم سے اختیار چھین لیتے اور اختیار تم سے لے لیتے۔ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ (بلکہ تم خود ہی سرکش و طاغوت پذیر تھے، اپنے اختیار تھے)۔

هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ۝۵۵

یہ اک انجام (متقین کا) ہے اور طاغین کے لیے بدترین ٹھکانا ہے۔ (ص آیت 55)
متقین کے مقابلے میں طاغین (سرکشوں) کا ذکر آتا ہے۔ جہاں اہل تقویٰ کے لیے نظامِ تقوی کے تحت جینے پر بہترین انجام ہوگا، طاغوت پسندوں کے لیے نظامِ طاغوت کے تحت جینے اور راضی رہنے پر بدترین انجام ہوگا۔ دونوں کا انجام انتہائی سرے کا ہوگا چونکہ دونوں کا انجام ابدی ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾
اور وہ لوگ جنہوں نے طاغوت سے کنارہ کشی کرلی (اس طرح) کہ اس کی غلامی نہ کی ' اور انہوں نے طاغوت کی جگہ رجوع کرلیا اللہ کی طرف ' اُن کے لیے بشارت ہے ' تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجیے۔ (الزمر آیت 17)
{ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا } "اور وہ لوگ جنہوں نے طاغوت سے کنارہ کشی کرلی (اس طرح) کہ اس کی بندگی نہ کی"
طاغوت کا لفظ قرآن میں متعدد بار آیا ہے۔ سب سے پہلے ہم نے یہ لفظ سورۃ البقرۃ کی اس آیت میں پڑھا تھا : { فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى } (آیت ۲۵۶) "تو جو کوئی بھی طاغوت کا انکار کرے اور پھر اللہ پر ایمان لائے تو اس نے بہت مضبوط حلقہ تھام لیا"۔

لفظ طاغوت کا مادہ "طغی" ہے اور اس کے معنی سرکشی کے ہیں۔ اسی مادہ سے اردو لفظ "طغیانی" مشتق ہے۔ دریا اپنے کناروں کے اندر بہہ رہا ہو تو بہت خوبصورت منظر پیش کرتا ہے لیکن جب وہ اپنی "حدود" سے باہر نکل آئے تو ہم کہتے ہیں کہ دریا میں طغیانی آگئی ہے۔

اسی طرح انسان اگر اللہ کی بندگی کی حد میں رہے تو وہ اللہ کا بندہ ہے ' اس کا خلیفہ ہے اور اشرف المخلوقات ہے۔ لیکن اگر بندگی کی حدود سے تجاوز کر جائے تو وہ "طاغوت" ہے۔ پھر چاہے ان حدود کو پھلانگنے کے بعد وہ اپنے نفس کا بندہ بن جائے یا کسی اور کو اپنا مطاع بنالے '۔

اسی طرح نظامِ حکومت و مدینت و سیاست اگر اللہ کا نازل کردہ و رسولؐ کا تعلیم کردہ و نافذ کردہ نظامِ ولایت و امامت ہے تو وہ اللہ و رسولؐ کے ہاں مقبول ہے ' اس کی کوشش و برپا کرنا، اطاعت کرنا ہے اور وہ معاشرہ اسلامی ہے ورنہ مسلمان جتنی بھی

تعداد میں کی غیر اسلامی نظام میں جی رہے ہوں وہ معاشرہ اسلامی نہیں ہے۔جب دین کی حدود سے تجاوز کر جائے انسان کا خود ساختہ نظام جس بھی شکل میں جس بھی نام سے ہو تو وہ "طاغوت "ہے۔

اس بناپر "طاغوت سے اجتناب "اس وسیع و عریض معنی کا حامل ہے یعنی ہر قسم کے شرک، بت پرستی، ہوس پرستی اور شیطان پرستی سے دوری نیز حکام جور اور ظلم کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کرنے والوں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور "انابوالی اللہ "تقویٰ پرہیز گاری اور ایمان کا جامع ہے۔یقینا اس کے افراد ہی بشارت کے اہل ہیں۔
یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ طاغوت کے عبادت صرف رکوع و سجود کے معنی میں نہیں ہے بلکہ یہ ہر قسم کی اطاعت کے مفہوم میں ہے جیسا کہ

حدیثِ امام صادق (علیہ السلام) ہے:

من اطاع جبار افقد عبدہ۔

جس شخص نے کسی ستم گر حکمران کی اطاعت کی اس نے اس کی عبادت کی

پھر چاہے الٰہی نظام کو ترک کر کے جو بھی نظام (لبرل جمہوریت، بادشاہت، انتخابی خلافت، امریت۔۔۔) حاکم بنے یا اسلام کی، اللہ کی حاکمیت کی جگہ کسی اور کی حاکمیت کا اعلان کر لے "اللہ کی نظر میں وہ طاغوت ہی ہے۔
چنانچہ آیت زیر مطالعہ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے کنارہ کشی کر لی اس سے کہ وہ طاغوت کی اطاعت یا بندگی کریں { وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ } "اور انہوں نے رجوع کر لیا اللہ کی طرف "اُن کے لیے بشارت ہے "تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجیے۔
☆ تفسیر تیسیر القرآن میں کیلانی مرحوم (اہلِ سنت) بھی لکھ گے کہ طاغوت سے مراد حکمران ہو سکتے ہیں کوئی ادارہ یا پارلیمنٹ ہو سکتی ہے۔

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾

اس کا قریبی وساتھی کہے گا کہ اے ہمارے رب! میں نے اس کو طغی وطاغوت کو قبول کرنے وگمراہی اختیار کرنے کا نہیں کہا بلکہ یہ (خود ہی) گمراہ ہو کر (حق و نظامِ حق سے) دور ضلالت میں بہت آگے نکل گیا تھا۔(ق آیت 27)

اس ساتھی سے مراد اس کا وہ شیطان جنی یا شیطانِ انسانی ساتھی ہے جو دنیا میں اس کے ساتھ رہتا تھا۔وہ بارگاہ الٰہی میں اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے عرض کرے گا کہ مجھ میں ایسی کوئی طاقت نہ تھی کہ میں اسے تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت سے

سر کش بنا سکتا۔ ہوا صرف یہ تھا کہ میں نے اس کے دل میں تیرے دین اور تیرے نظام کے بارے میں وسوسہ ڈالا اور طاغوت و گمراہی کی راہ کو اس پہ پیش کیا۔ اس نے خود فوراً میری آواز پر لبیک کہی۔ میرا وسوسہ گویا اس کے اپنے دل کی آواز تھی۔ لہٰذا وہ گمراہی کے کاموں میں خود ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

☆آج کے طاغوت کے زیرِ سایہ اطمینان سے رہنے والے مسلم و مومن کا جب فرشتے نامہ اعمال پیش کریں گے تو وہ کہے گا میرے رب! یہ سب کچھ ان فرشتوں کی کارستانی ہے۔ انہوں نے جو چاہا میرے سر مڑھ دیا۔ میں نے تو کبھی کوئی نازیبا حرکت نہیں کی۔ میں نے تمام عبادت کی رسومات انجام دیں، جس نظام میں بھی رہا نماز پڑھی عبادت کی۔
الٰہی! میرا کوئی قصور نہیں، سب گناہ اس تیرے دین کی نافرمانی کرنے پہ اکسانے والے، نظامِ اسلام چھپانے والوں کا ہے۔ اس لیے سزا مجھے نہیں اسے ملنی چاہیئے۔ تو اسکے وہ ساتھی کا جواب ہوگا کہ میں نے اس کو بھی مجبور نہیں کیا تھا کہ یہ حق کو چھوڑ کر باطل کے ساتھ چمٹا رہے، ہر وقت نافرمانی پر کمر بستہ رہے۔ میں نے تو اسے فقط اشارہ کیا اور یہ دوڑتا چلا آیا اور گمراہی اختیار کرنے میں بڑا دور چلا گیا۔

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾

کیا وہ لوگ ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کرتے رہے؟ نہیں بلکہ یہ سب سرکش و باغی و طاغی (طاغوت والے) لوگ ہیں۔ (الذاریات آیت 53)
☆یعنی جس تسلسل و تواتر کے ساتھ شروع سے اب تک پیغمبروں کی مخالفت ہوتی آئی ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پہلی نسل اپنی پچھلی نسل کو اس بات کی وصیت کرتی چلی آئی ہے لیکن عمل کی اس مشابہت کی اصل وجہ یہ ہے کہ حق سے روگردانی اور طغیانی و سرکشی و طاغوتیت کی طرف رغبت سب میں مشترک رہی ہے اور وہی تکذیب و انکار کی محرک ہے۔ یعنی یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہزارہا برس تک ہر زمانے میں مختلف ملکوں اور قوموں کے لوگوں کا دعوت معصومینؑ کے مقابلے میں ایک ہی رویہ اختیار کرنا، اور ایک ہی طرح کی باتیں ان کے خلاف بنانا کچھ اس بنا پر تو نہ ہو سکتا تھا کہ ایک کانفرنس کر کے ان سب اگلی اور پچھلی نسلوں نے آپس میں یہ طے کر لیا ہو کہ جب کوئی آ کر نفاذِ دین و نظامِ دین والٰہی طرزِ حیات کی دعوت پیش کرے تو اس کا یہ جواب دیا جائے۔ پھر ان کے رویے کی یہ یکسانی اور ایک ہی طرز جواب کی یہ مسلسل تکرار کیوں ہے؟ اس کی کوئی وجہ اس کے سوا نہیں ہے کہ طغیان و سرکشی ان سب کا مشترک وصف ہے۔

ان میں قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہیں اور وہ ہیں آبائی دین سے محبت ' عصبیت ' ہٹ دھرمی، اکڑ اور شریعت کی پابندیوں سے آزادی کی خواہش چونکہ ہر زمانے کے لوگ خدا کی بندگی سے آزاد اور اس کے محاسبہ سے بے خوف ہو کر دنیا میں شتر بے مہار کی طرح آزاد و لبرل و سیکولر نظام کے تحت جینے کے خواہاں رہے ہیں، اس لیے اور صرف اسی لیے جس نے

بھی ان کو خدا کی بندگی اور خدا ترسانہ زندگی کی طرف بلایا اس کو وہ ایک ہی لگا بندھا جواب دیتے رہے۔ انکا انجام بھی یکساں ہو گا کیونکہ راہ و زادِ راہ اک ہے منزل بھی اک ہو گی۔ جیسے قومِ نوحؑ۔ اس ارشاد سے ایک اور اہم حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ضلالت اور ہدایت، نیکی اور بدی ظلم اور عدل اور ایسے ہی دوسرے اعمال کے جو محرکات نفس انسانی میں بالطبع موجود ہیں ان کا ظہور ہمیشہ ہر زمانے میں اور زمین کے ہر گوشے میں ایک ہی طرح ہوتا ہے، خواہ ذرائع و وسائل کی ترقی سے اس کی شکلیں بظاہر کتنی ہی مختلف نظر آتی ہوں۔

آج کا انسان خواہ ٹینکوں اور ہوائی جہازوں اور ہائیڈروجن بموں کے ذریعہ دینِ خدا و نظامِ الٰہی سے لڑے اور قدیم زمانے کا انسان چاہے پتھروں اور لاٹھیوں سے لڑتا ہو، مگر انسانوں کے درمیان جنگ کے بنیادی محرکات میں سر مو فرق نہیں آیا ہے۔ اسی طرح آج کا منکر نظامِ ولایت و امامت اپنے انکار کے لیے دلائل کے خواہ کتنے ہی انبار لگاتا رہے، اس کے اس راہ پر جانے کے محرکات بعینہٖ وہی ہیں جو آج سے 1400 برس پہلے بعد از رحلتِ رسولؐ کے کسی کا منکر نظامِ ولایت و امامت کو اس طرف لے گئے تھے، اور بنیادی طور پر وہ اپنے استدلال میں بھی اپنے سابق پیشروں سے کچھ مختلف نہیں ہے۔

اَمۡ تَاۡمُرُهُمۡ اَحۡلَامُهُمۡ بِهٰذَاۤ اَمۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ۝۳۲

کیا ان کی عقلیں انہیں ایسی ہی باتیں کرنے کے لیے کہتی ہیں؟ یا درحقیقت یہ عناد و دشمنی میں حد سے گزرے ہوئے طاغی لوگ ہیں؟ (الطور آیت 32)

☆ان دو فقروں میں آج کے مخالفین و متذبذبینِ نظامِ ولایت و امامت کے سارے پروپیگنڈے کی ہوا نکال کر انہیں بھی بالکل بے نقاب کر دیا گیا جیسے 1400 برس پہلے نزولِ دین و حجتِ دین و قبولیتِ دین کے مخالفین و متذبذبین کو۔ یہ اپنے کو اہل الاحلام والنہی۔ صاحبان عقل و دانش کہلواتے ہیں۔ یعنی یہ لوگ تو بڑے عقل کے دعوے دار ہیں، کیا ان عقلوں کا یہی حال ہے کہ انہیں بالکل سامنے کی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر دین کامل ہے تو انسان کی حیات کا واضح اکثریتی حصہ بِنا ہدایت و رہنما کہ ان ناقص انسانوں کی مرضی پہ چھوڑ دیا، نظامِ سیاست، تعلیم، مدینت، معیشت، معاشرت وغیرہ نہیں نازل کیے اور مسلمان کو کسی بھی غیر اسلامی و غیر الٰہی نظام میں فقط چند احکامات و رسومات ادا کرنے کا حکم دیا ہے یا دینِ کامل میں دین کا مکمل نظامِ سیاست، تعلیم، مدینت، معیشت، معاشرت وغیرہ بھی ہے۔

اور وہ اس قسم کی بے ہودہ باتیں کرتے رہتے ہیں کہ آج اور دین کا نظام، ہم اقلیت، اختلافات، یہ اور وہ، پوری دنیا پاگل ہے، آج تک تو کی متدین نے نہیں بتایا، یہ کہاں سے آج آگیا۔۔۔؟ یا پھر حق بات ان کی عقل میں تو آ جاتی ہے لیکن اپنی طاغوت پرستی و طاغوت سے اپنے مفادات کی خاطر اور حق سے سرکشی کی وجہ سے اسے مانتے نہیں ہیں؟

وَقَوۡمَ نُوۡحٍ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا ہُمۡ اَظۡلَمَ وَ اَطۡغٰی ﴿۵۲﴾

اور اس سے پہلے قوم نوح کو (بھی ہلاک کیا)، بیشک وہ بڑے ہی ظالم اور ان سے بڑے اَطۡغٰی طاغوت پسند وحدودِ خدا سے بڑھنے والے تھے۔ (النجم آیت 52)

اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡزَانِ ﴿۸﴾

تم میزان کے حوالے سے کمی بیشی نہ کرو۔اَلَّا تطغوا تاکہ تم سرکشی نہ کرو۔(الرحمان آیت 8)

یہ میزان عدل جو زمین وآسمان کے درمیان قائم ہے اور بصیرت کی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے انسان کو عدل کا سبق دے رہی ہے کہ وہ راستی پر قائم رہے اور خلافِ عدل نظام نہ اپنائے۔

☆جب اللہ عدل کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ میزان و معاشرت میں بھی حدِ دین یعنی حدِ عدل کی سرتابی و طغیان کی اجازت نہیں دیتا چونکہ اس میں انسان وانسانیت کا نقصان ہے تو انسان و مومن کے لیے پورے نظامِ حیات کو کیونکر غیر عادلانہ قبول کرے گا یا اجازت دے گا جو کہ انسانیت کی دنیوی و آخروی ہلاکتِ محض ہے اور آج صاحبانِ بصیرت کے لیے قابلِ مشاہدہ ہے، عدل کا معنٰی کسی شے کو اسکے حقیقی مقام پہ رکھنا ہیں اور حاکمیت و نظام وہی نظامِ عدل ہو گا جو خالقِ انسان و اساسِ عدل ذاتِ خدا کا نازل کردہ ہو، ورنہ اور جو بھی ہو گا حدِ خدا سے باہر و غیر عادل نظام یعنی طاغوت ہو گا۔

قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَاۤ اِنَّا کُنَّا طٰغِیۡنَ ﴿۳۱﴾

اور آخر کار (غلبۂ حق و صداقتِ حق دیکھ کر) سب بول اٹھے کہ ہائے ہمارے بدبختی بے شک ہم بڑے نافرمان اور گمراہ اور طاغوت پرستی وطاغوت پذیری میں مبتلا تھے ہم حد سے بڑھ گے۔(القلم آیت 31)

لِّلطّٰغِیۡنَ مَاٰبًا ﴿ۙ۲۲﴾

وہ جہنم طاغین کا ٹھکانا ہے (النباء آیت 22)

(طاغین) سرکش، شریر اور حد سے گزر جانے والے طغی کی جمع بحالت نصب وجر۔ وہ لوگ جو شریر ہیں اور حد سے گزر جانے والے ہیں اور بہت سرکش ہیں وہ سب کے سب اس میں جمع ہونے والے ہیں۔ ہر قسم کا طاغوتوں کا انجام اک ہے۔ اسی طرح تم غور کرو گے تو اپنے زمانہ کے طاغوت پرستوں سب کا تم کو معلوم ہو جائے گا اور یہ بات قرآن کریم نے واضح طور پر بیان کردی ہے کہ سارے سرکشوں کا ٹھاکنا جہنم ہے۔ (ماٰباً) لوٹنے کی جگہ (حالت نصب) مآب کی اصل اوب ہے۔ اب یو وب اوبا وایابا و مآبا۔ رجع فرمایا جارہا ہے کہ ان سب طاغیوں کا اصل ٹھکانا دوزخ ہے، دنیا میں خواہ میں کتنے ہی خوشحال ہیں اور کتنے ہی صاحب اقتدار ہیں اور کتنے صاحب مال ہیں اور کتنے ہی صاحب جاہ و حشم ہیں لیکن آخرت میں ان باتوں میں سے کوئی

ایک بات بھی نہیں چلے گی اور اس دنیا کے سارے تعلقات اور اسباب ٹوٹ کر رہ جائیں گے اور کوئی بھی ایک دوسرے کے لئے سبب اور سہارا بننے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾

جس نے حد سے تجاوز کیا طاغوت بنا یا طاغوت کا ساتھ دینے کی جسارت کی اور ان حدود پر اقتصار نہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کی تھیں۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ۔ تو یقینا اس کا ٹھکانہ اب جہنم ہی ہے۔ (النازعات آیات (37،38،39

اس نے پسند کیا۔ بہتر سمجھا۔ ایثار جس کے معنی کسی چیز کو دوسری چیز پر ترجیح دینے اور پسند کرنے کے ہیں ۔اب جب کوئی انسان حدود سے آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے قانون 'اپنے اختیار اور اپنی مرضی کی بات کرے گا تو وہ " بندے " کے بجائے "طاغوت "بن جائے گا۔ چنانچہ نظامِ دین نہ ہو، دین کا تعلیم کردہ نہ ہو ، دین کی حدود سے تجاوز کر کے طاغوت بن گیا۔

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾

ان منکرینِ حجتِ دین و نظامِ دین لوگوں نے خدا کے ملکوں میں سرکشی کی۔ (جبکہ ممالک ملکیتِ خدا ہیں اور وہاں نظامِ وحی "ولایت وامامت " کو ہی حقِ حاکمیت ہے)۔ سوانہوں نے ان میں بکثرت فساد پھیلا دیا تھا۔ (الفجر آیات 11،12)
فساد کسی چیز کی فطری و طبعی حالت میں نقصان دہ تغیر و تبدیلی لانے کو کہتے ہیں سو طاغین و طاغوت ضب حاکمیت کرتا ہے تو ہر طرف فساد ہوتا ہے۔ سب سے پہلا تغیر اللہ کی زمین میں، اللہ کی مخلوق پہ، غیر الٰہی نظام کا نافذ ہونا ہے چاہے وہ انسان خود تشکیل و ترتیب دے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾

قوم ثمود نے طاغوت پذیری کی وجہ سے (پیغمبر کو) جھوٹا جانا اور انکار کیا۔ (الشّمس آیت 11)
"(کذبت ثمود بطغواھا) "طغویٰ ' 'اور "طغیان "دونوں ایک ہی معنی میں ہیں اور وہ حد اور سرحد سے تجاوز کرنا ہے اور یہاں حدود الٰہی۔ سے تجاوز کرنا اور اس کے فرامین کے مقابلہ میں سرکشی کرنا مراد ہے۔ بعض علماء لغت کی عبارت سے

معلوم ہوتا ہے کہ "طغیان "ناقص وادی کی صورت میں بھی آیا ہے اور ناقص پانی کی صورت میں بھی "طغوی "ناقص وادی کے مادہ سے لیا گیا ہے۔
قابل توجہ بات یہ ہے کہ جس شخص نے ناقہ کو ہلاک کیا تھا وہ رف ایک ہی تھا جسے قرآن نے "اشقی "سے تعبیر کیا ہے لیکن اوپر والی آیت میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس عمل کی قوم ثمود کے تمام سرکشوں اور طغیان گروں کی طرف نسبت دی گئی ہے ،اور "عقروھا "جمع کے صیغہ کی صورت میں آیا ہے۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس طرح سے اس کام میں حصہ دار تھے ،کیونکہ اولاً اس قسم کی سازشی عموماً گروہ اور جمعیت کے توسط سے پیش ہوتی ہیں۔اس کے بعد معین آدمی یا چندافراد کے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ثانیاً چونکہ دوسروں کی رضا اور خوشنودی سے انجام پاتی ہیں تو وہ ان کی اس کام میں شرکت کا سبب بن جاتا ہے ،یعنی رضامندی نتیجہ میں شرکت کا سبب بنتی ہے۔
ِآج تک نظامِ طاغوت بھی بعد از رسالت مآبؐ ایسے ہی غالب ہوا۔ حتیٰ بنتِ رسولؐ لوگوں کو جا جا کہ دعوت دیتی رہیں کہ آکر نظامِ اسلامی کی گواہی دو اور طاغوت کو بر طرف کر کے نظامِ ولایت وامامت نافذ کرو جو غدیر میں رسولؐ نے ابلاغ فرمایا مگر آج تک وہ نظام مہجور ہے حتیٰ پیروکارانِ نظامِ ولایت وامامت بھی نظام بھول گے۔اور پھر فرزندِ سیدہؑ آیۃاللہ العظمٰی امام السید روح اللہ خمینیؒ نے آکر احیائے نظامِ ولایت وامامت کیا۔

اسی لئے امیر المومنین علی (علیہ السلام) کے فصیح وبلیغ کلام میں آیا ہے :
"انما عقر ناقۃ ثمود در جل واحد فعمھم اللہ بالعذاب ، لما عموہ بالرضی ، فقال سبحانہ ، : فعقروھا فاصبحوا نادمین :
"ناقہ ثمود کو صرف ایک ہی شخص نے ہلاک کیا تھا، لیکن خدا نے عذاب میں سب کو شامل کیا ہے کیونکہ وہ سب اس امر پر راضی تھے ،اسی لئے فرماتا ہے۔ "ان (سب نے) ناقہ کو ہلاک کیا ،اور اس کے بعد وہ سب سے سب اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ "(لیکن اس وقت جب پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔) نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۲

كَلَّآ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَيَطۡغٰٓىۙ‏ اَنۡ رَّاٰهُ اسۡتَغۡنٰىؕ‏

ہرگز نہیں ! انسان تو یقینا حدود و نظامِ دین سے طغیٰ وسرکشی کرتا ہے۔اور اس طاغوت پسندی وطاغوت پرستی کی بس یہی وجہ ہے کہ کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی و بے نیاز دیکھتا ہے۔ (العلق آیات 6،7)
وہ دیکھتا ہے کہ اس پر کوئی پکڑ نہیں۔اپنے آپ کو اللہ رب ذوالجلال والاکرام ،رسالت ودین بحیثیتِ نظامِ حیات سے بھی بے پرواو آزاد (لبرل و سیکولر) خیال کرتا ہے۔

باب 2

جمہوریت اور جمہوری طرزِ عمل

پہ اک نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ رب العالمین والہ العالمین واحکم الحاکمین و صل اللہ علیٰ سیدنا و نبینا و امامنا و قائدنا و منجینا ابا القاسم محمدؐ والہ طیبین و طاہرین و لعنۃ اللہ علیٰ اعداء ھم اجمعین۔ قال فی القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ ○ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ۚ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

سیاست سے لاتعلقی دین کا گمراہ کن تصور ہے

سیاست سے لاتعلقی دین کا گمراہ کن تصور ہے...... آسمان سے اوپر زمین سے نیچے یا ملک سے باہر ہی کی بات کرنا دین انبیاء کی نمائندگی نہیں۔ جاہلیت کی تاریکی چار سو پھیلی ہو اور زندگی کا کوئی بھی گوشہ طاغوت کے پنجہ میں گرفتار ہو تو ورثہ نبوت و امامت یہ نہیں ہوا کرتا کہ اہل توحید و اہلِ ولایت معاشرے کی روش سے اتفاق واختلاف کے سلسلے میں "ذاتی رائے" رکھنے پر اکتفاء کرتے ہوں۔

طاغوت سروں پر مسلط ہو تو خاموشی ہی ایمان باللہ کے حق میں جرم ہو جایا کرتی ہے۔

اگر باطل کے لئے تاویلات کی تلاش اور درمیانی راہیں نکالنے کا چلن ہو جائے اور روئے باطل کی پردہ پوشی حق سے کی جانے لگے تو یہ جرم ایسا ہے کہ آج تک صرف بنی اسرائیل کا امتیاز بن سکا ہے۔

تبراء کا عقیدہ ایسا نہیں کہ کوئی انسان یہ کہہ کر جان چھڑا لے کہ وہ بھی اسے اچھا نہیں سمجھتا یا دل سے قبول نہیں یا ماضی کے طاغوتوں پہ زبانی بے شمار کہنے سے۔ طاغوت نہ تاریخ میں اک دفعہ آئے بلکہ جہاں پر بھی نظامِ ولایت و امامت کے علاوہ نظام نافذ ہے وہ نظام طاغوت ہے جبتک وہاں نظامِ اسلامی کا نفاذ نہ ہو۔ کوئی "پرہیزی" قسم کی چیز نہیں ہوا کرتی کہ صرف بے توجہی کا مستحق ہو۔

اس سے دشمنی و براءت بھی کوئی نفلی عبادت نہیں جس کا کرلینا صرف درجات کی بلندی کا سبب ہو۔

اس آسمان کی چھت تلے طاغوت اللہ ورسولؐ وامامؑ کا سب سے بڑا دشمن ہے اور عرش عظیم کے مالک سے ایمان و فاداری کے ثبوت کے لئے بلند ترین آواز میں اللہ کے اس دشمن سے بغض و حقارت کا اظہار اور مسمار کر دینے کا عزم ہی ایمان کا حصہ ’نجات کا سبب اور انبیاء کا اہم ترین و بنیادی ہدفِ بعثت ہے۔

افسوس ان پر جو اس نظام طاغوت کو بلا چوں وچرا اں تسلیم کر کے طاغوت کی بندگی کر رہے ہیں اور شاید انہیں اس پر فخر بھی ہو۔

اے وہ لوگو! جو بہر حال اپنے آپ کو مسلمان و مومن رکھنا چاہتے ہیں اور اسلام ہی پر مرنے کی آرزو دل میں رکھتے ہیں۔ **جو ولایتِ مہدیؑ کے سایے میں جینا چاہتے ہیں اور مرنے کی آرزو دل میں رکھتے ہیں۔** جس میں حکومتِ اہل بیتؑ کا درد اور غمِ حسینؑ کی اتنی رمق باقی ہے کہ اس سقیفای نظام کے "ناقدین" اور ہمارے مخاطبین میں بہر کیف شامل ہوتے ہیں۔

باقی وہ لوگ جن کیلئے عورت کی حکمرانی کفر کی حکمرانی سے زیادہ تکلیف دہ ہے 'ملک کا غم جنہیں دین سے زیادہ رہتا ہے اور قومی ترقی کی فکر جہنم کے عذاب سے زیادہ پریشان کرتی ہے یا جو محلے کے کونسلر سے خرابی تعلقات کے متحمل نہیں 'وہ اسلام پسند جو "چھوٹا کفر" اور "کمتر برائی" قبول کرنا ہی ہر مسئلہ کا حل سمجھتے ہیں اور وہ تھکے ہارے مسلمان جن کا وزن اس معاشرے میں صرف ووٹ کی حد تک ہی ہے اور وہ اسی کے ذریعے کمال کر دکھانا چاہتے ہیں...

ان کے لیے بس فرزندِ نبیِ خاتمؐ امامِ عزیمت و انقلاب امامِ حسینؑ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ **جب اسلام پر یزید جیسوں کی حکومت ہو تو ایسے اسلام کا خدا حافظ ہے۔**

پستیوں میں بسنے والے بلندیوں کو سر کرنے کی بات کو ہلاکت اور تباہی کی دعوت قرار دیں تو یہ کبھی پہلے تعجب کی بات رہی ہے نہ اب۔

اسلام کی ابتداء احکام نہیں نظام ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (یوسف:۴۰)

"حکومت کا اختیار صرف اللہ کو ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کے عبد نہ بنو"۔

اسلام کا آغاز "لا" ہے ہر غیر از خدا کو اور پھر صرف اللہ کی حاکمیتِ مطلق کا اقرار

اسلام کی ابتداء نماز روزہ سے نہیں اس بات سے ہوتی ہے کہ انسان غیر اللہ کی خدائی کا کھلم کھلا انکار کرے اور پھر اللہ کو تنہا معبود تسلیم کرتے ہوئے اس کی بندگی اور وفاداری کا دم بھرے۔ دین اسلام کا پہلا سبق یہی ہے۔

مگر اس ابتداء کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ مسلمان ہوتے وقت ایک بار یہ کاروائی زبانی عمل میں آجائے اور اگر اسلام باپ دادا کی میراث میں پایا ہو تو یہ ایک بار کی شعوری گواہی بھی ضروری نہ رہے!

اللہ کی وحدانیت کی یہ شہادت اور غیر اللہ کی کبریائی کے خلاف اعلان جنگ دراصل اسلام کی اساس ہے۔ اگر طاغوت کے سایے میں بندگی خدا ممکن ہوتی اور اس کی اجازت ہوتی اور جواز ہوتا تو خلیل اللہؑ، کلیم اللہؑ، تمام انبیاءؑ اور حبیب اللہؐ اتنی مشکلات نہ سہتے، ہجرتیں نہ کرتے، حکومتِ الٰہی قائم نہ کرتے، کلامِ خدا کو قانون بنا کر نافذ نہ کرتے۔

سیدہ فاطمہؑ بعد از رسولؐ مدینے والوں کے دروازوں پہ جا جا کے اعلانِ نظامِ امامت وولایت کی گواہیاں طلب نہ کرتیں، امام حسینؑ حج چھوڑ کر قیام نہ کرتے، کربلا کو نہ جاتے اور آئمّۂ مسلمین من آلِ محمدؐ اتنے مصائب نہ سہتے۔

اللہ کی وحدانیت کی یہ شہادت دراصل اسلام کی اساس ہے۔ اسی عمارت پر باقی عمارت کھڑی ہو تو وہ اسلام کی عمارت کہلائے گی۔ سو کسی فرد یا کسی تحریک کو اس بات کا شاہد ہونا چاہئے کہ مقامِ معبود غیر اللہ کو سزاوار نہیں، روزے زکوٰۃ اور حج انسانوں کی جباری کی نفی کرتے ہوئے اس بات کے گواہ ہوں کہ اطاعت وبندگی صرف عرش عظیم کے مالک کے لائق ہے، اذانیں اور مسجدیں اس بات کا مجسم اعلان ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم اور الٰہ نہیں، تکبیرات وتسبیحات اور عزاداری وذکر غیر اللہ کی کبریائی کے خلاف اعلان جنگ بن جائیں۔ دعوت دو تو دنیا سے یہ تسلیم کرانے کیلئے کہ رب العالمین کے قانون کے سوا ہر نظام اور ہر قانون پاؤں تلے روند دیئے جانے کے قابل ہے اور انسانوں کا ہر سجدہ خالق کائنات کا حق ہے، جہاد ہو تو اللہ کی زمین کو یزیدوں وجابروں وطاغوتوں سے پاک کرنے کرنے کے لئے، جینا بھی بت گرانے اور شرک مٹانے کی کوشش میں ہو اور مرنا بھی سربلندیِ کلمۃ اللہ کی خاطر ہو، نظامِ ولایت وامامت کے نفاذ اور زمینہ سازیِ ظہورِ امام مہدیؑ کی خاطر ہو تا کہ چودواں وارثِ محمدؐ ظہور کرے۔ غرض ساری فردی واجتماعی زندگی لا الہ الا اللہ کی شہادت ہو تو عبادت کہلاتی ہے۔

اللہ کی بڑائی کا یہ اقرار تب تک کارآمد نہیں جب تک اس کے شریکوں اور دنیا کے باطل خداؤں کو عداوت اور برأت کے پیغام نہ پہنچا دیئے جائیں۔ اللہ پر، اللہ کے رسولؐ پر، رسولؐ کے جانشینِ برحقؑ پر ایمان بھی تب ہی معتبر ہوگا جب ہر نظام طاغوت سے کفر کرکے ساری زندگی اس سے دشمنی اور بیر رکھنے کا عہد کیا جائے۔ تب ہی تب ہی وہ مضبوط آسمانی سہارا عُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ہاتھ آئے گا۔ حدیث میں ہے کہ "ولایتِ علیؑ عُرْوَۃِ الْوُثْقٰی مضبوط سہارا ہے"

اللہ ورسولؐ وامامؑ ونائبِ امامؑ سے تعلق معتبر ہوگا اور تب ہی وہ مضبوط آسمانی سہارا ہاتھ آئے گا جو نہ دنیا میں مرتے دم تک ساتھ چھوڑنے والا ہے اور نہ آخرت کی مشکل گھڑی میں۔

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لاَ انْفِصَامَ لَہَا

"اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اُس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں"۔(البقرہ:۲۵۶)

مالک الملک کی کبریائی کی یہ شہادت خالی نفلی عبادت یا صرف بلندی درجات کا سبب نہیں جس کا کرنا یا نہ کرنا آپ کی مرضی اور مزاج پر موقوف ہو!

یہ کوئی سیاسی موقف بھی نہیں جو آپ کی تنظیمی پالیسی کا محتاج نظر ہو! نظامِ اسلامی و حکومتِ اسلامی و معاشرۂ توحیدی کا قیام ایمان کا بنیادی مسئلہ ہے اور فرض اولین، یہ امیر پر بھی فرض ہے اور غریب پر بھی۔ ایک مزدور اور کسان سے بھی، ایک سرمایہ دار اور زمیندار سے ایک عالم اور دانشور ،ایک عامی اور معمولی حیثیت کا آدمی سے بھی دین کا یہی تقاضا ہے۔

ہر وہ مخلوق جو انسان کہلاتی ہے اور عقل کی نعمت سے محروم نہیں مرتے دم تک اس سے یہی اس کا وہی تقاضا ہے۔ انسانوں کی تخلیق کا مقصود یہی ہے، کائنات کی پیدائش کی غرض وغایت بھی یہی ہے کہ نظام الہیٰ ہو، انسان انسانوں کی عبدیت سے نکل کر اللہ مالکِ حقیقی کی عبدیت میں آجائے اور دنیا و آخرت کی سب سے بڑی حقیقت بھی۔ حق و باطل کے معرکوں کا ہمیشہ یہی ایک عنوان رہا۔ انبیاءؑ و آئمہؑ کی معصوم اور پر امن تلواریں ہر بار اسی مسئلہ پر بے نیام ہوئیں۔ خوش نصیب ہے جو اس حقیقت کو پالے بد نصیب ہے جو اسے اپنے وجود کی شناخت نہ بنا سکے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں اور اہل علم نے بھی یہی شہادت دی، وہ نظامِ عدلِ الہیٰ قائم کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ اللہ کے نزدیک دین (مکمل نظامِ حیات) صرف اسلام ہے"(آل عمران:۱۹-۱۸)

"ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں' پس تم میری ہی بندگی کرو۔" (الانبیاء:۲۵)

لا الٰہ الا اللہ کے اصل مفہوم کے ساتھ ادائیگی کے نتائج

اسلام اس لا الٰہ الا اللہ سے شروع ہو تو یہی جاہلیتِ قسیم و جدید کے لئے سوہان روح بن جایا کرتا ہے یہی اذان ایک شیاطینِ جن ہی کو کیا شیاطینِ انس تک کو تکلیف دینے لگتی ہے۔ یہ مسجدیں اور محرابیں دشمنان دین کے دل میں کانٹے کی طرح چبھتی ہیں، امام خمینیؒ فرماتے تھے کہ " مساجد اسلام نابِ محمدیؐ کا قلعہ ہیں"۔ تب قرآن کی آیات مومنوں کو اپنے زندہ مفہومات بخشتی ہیں اور طاغوتوں کے لئے موت کا پیغام بنتی ہیں۔

اسلام اس عقیدہ پر قائم ہو تو نہ طاغوت کی قومیت دریافت کرنے کی احتیاج رہتی ہے، نہ اس کا رنگ اور شجرہ پوچھا جاتا ہے کہ اللہ کی توحید اور محمد ﷺ و آلِ محمد ﷺ کی ولایت و امامت، خاتمیت و کاملیتِ دین میں شرکت کا دعویدار کوئی بھی نظام جمہوریت، آمریت و انتخابی خلافت و بادشاہت ہو! اگر خالص محمدیؐ اسلام ہو تو پھر "مجھ (حسینؑ) جیسا (کبھی بھی) یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا" عالمی نہضتِ قیامِ نظام اسلام کا منشور بن جاتا ہے۔

طاغوت میں یہ کالے گورے اور مذکر مونث کی تمیز وہی قوم کرتی ہے جس کے دین کی ابتدا الا الٰہ الا اللہ سے نہ ہوئی ہو یا پھر وہ "الٰہ" اور "ربوبیت" کا مطلب جاننے سے قاصر اور "عبادت" اور "دین" کے مفہومات سے ناآشنا ہو۔

دین اور الٰہ کا مفہوم

کسی کے قانون کو تسلیم کرنا دراصل اس کی عبادت ہے

قرآن تو اجتماعی زندگی میں "دین" اس نظام تمدن اور قانون کو کہتا ہے جو رائج ہو، جس پر سیاست و معیشت اور تمدن استوار ہو اور جس پر قانونی فیصلے کئے جاتے ہوں۔ یہ نظام اگر اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ و آلِ رسولؑ ﷺ کی تعلیمات پر قائم ہو تو "دین اسلام" ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ "دینِ ملوک" ہے یا دین الجمہور' یا دینِ آبائی یا دینِ رسوماتی ہے مگر خالص محمدیؐ اسلام نہیں۔

مَاکَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاہُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ سورہ یوسف (آیت نمبر ۷۶)

ممکن نہ تھا کہ بادشاہ کے دین (نظام و قانون) کے مطابق وہ اپنے بھائی کو رکھ لیتا۔

قرآن نے مصر کے بادشاہ کا قانون و نظام بنامِ دین ذکر کیا ہے۔ چنانچہ دین صرف وہ نہیں ہوتا جو کسی قوم کے مذہب اور دھرم کی کتابوں کے اندر کا دھرم اور عقیدہ بند پڑا ہو بلکہ قرآن کی رو سے کسی ملک کا دین دراصل اس ملک کا قانون ہوتا ہے چاہے پرائیویٹ اور انفرادی زندگی میں ان کچھ بھی ہو۔

پھر الٰہ اور معبود وہ ہے جو انسانوں کیلئے زندگی کے ضابطے اور قانون بنائے۔ رب وہ ہے جس سے مخلوق کو جائز اور ناجائز کے پیمانے صادر ہوتے ہیں ، قرآن میں کسی قوم کے قانون ساز اس کے ارباب اور معبود کہلاتے ہیں۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ

"کیا ان کے وہ شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے شریعت سازی کر رکھی ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا"۔ **(الشوریٰ:۲۱)**

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

"انہوں نے اپنے احبار و رھبان کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح بن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو معبود کے سوا کسی کی بندگی کا حکم نہیں دیا گیا تھا' وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں' پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں"۔ **(التوبۃ ۳۱)**

امام جعفر صادق (علیہ السلام): من اطاع جبارا فقد عبدہ۔

جس شخص نے کسی ستم گر نظام طاغوت و حکمران کی اطاعت کی اس نے اس کی عبادت کی۔

عبادت اور بندگی یہ ہے کہ کسی کے قانون پر چلا جائے اور اس سے حلال و حرام کے ضابطے اور جائز و ناجائز کے پیمانے لئے جائیں۔ سو اللہ کے قانون پر چلنا اللہ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کے قانون پر چلنا غیر اللہ کی بندگی۔

وائمہ اطہارؑ نے فرمایا: "اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بلیٰ انھم حرموا علیھم الحلال واحلوا لھم الحرام فاتبعوھم فذلک عبادتھم ایاھم

" وہ ان پر حلال کو حرام کرتے اور حرام کو حلال کرتے تو وہ تسلیم کر لیتے تھے۔ یہ ان کی عبادت ہی تو ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر، الاحتجاج طبرسیؒ)

کا فیصلہ یہی ہے کہ کسی کا قانون تسلیم کرنا دراصل اس کی عبادت ہے اگرچہ اس کام کو عبادت اور بندگی کا نام نہ بھی دیا ﷺ قرآن اور رسول جائے' چاہے یہ کام کرنے والوں کو معلوم تک نہ ہو کہ بندگی اور عبادت یہی ہے، قرآن نے ان کو ارباباً من دون اللہ کہا ہے۔

چنانچہ ہر وہ نظام اور انسان انسانوں کے لئے قانون صادر کرنے کے حق کا دعویٰ رکھتا ہو چاہے وہ اللہ کا شریک قرار پاتا ہے۔ زمین کے جھوٹے خداؤں میں ان کا باقاعدہ شمار ہو گا اگرچہ اس کا لقب جمہوریت، خلافت، بادشاہت، آمریت ہو یا فرعون ویزید یا وہ عوام کا نمائندہ یا عوام کا خدمت گار کہلاتا ہو۔ **چاہے الٰہی نظام کو ترک کر کے جو بھی نظام (لبرل جمہوریت، بادشاہت، انتخابی خلافت، آمریت۔۔۔) اللہ کی نظر میں وہ طاغوت ہی ہے۔ 'حاکم بنے یا اللہ کی و دین کی حاکمیت کی جگہ کسی اور کی حاکمیت کا اعلان کرلے**

یہ عبادت اور الوہیت اور ولایت کے مفہوم درست نہ ہوئے تو بتوں کو پوجے جانے کے لئے صرف شکلیں بدلنی ہوں گی۔ دین کا مطلب واضح نہ ہوا تو گمراہیوں اور ضلالتوں کو صرف چولے تبدیل کرنے پڑیں گے۔

غار میں بیٹھنے والے کو، برکت دینے والے یا دعا کر دینے والے کو حاجتیں بر لانے والے، قبر کے ناکے پار کرانے والے کو قرآن و سنت واہلِ بیتؑ ولی نہیں کہتے، ولی صاحبِ اختیار کو کہتے ہیں، ولایت حقِ اختیارِ زندگی (انفرادی و اجتماعی) ہے، ولی سے ہی لفظِ مولیٰ نکلا ہے۔

امامیہ کا عقیدہ و ایمان ہے کہ غدیرِ خم میں حقِ حکومت صرف اللہ کا ہے اور اس حق کو وہ اپنے منتخب بندوں کو عطا کرتا ہے، یہ حقِ ولایت اللہ نے محمدِ کریم کو عطا فرمایا اور آپؐ نے مدینہ میں اولین اسلامی ریاست قائم فرما کر وہاں ولایتِ نبویہ کا نظام نافذ فرما کر شریعتِ مطہرہ کا اجراء فرمایا۔

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی طرف سے اپنے بعد اور کاملیت و خاتمیتِ نبوت و دین کے بعد نظامِ امامت و ولایت (نیابتِ خاتم الانبیاءؐ میں حاکم بھی اللہ کا مقرر کردہ اور قانون بھی اللہ کا نازل شدہ اور نظام بھی اللہ کا نازل شدہ) کا اعلان فرمایا اور آپؐ کے بعد سلسلہِ امامت و ولایت اللہ و رسول ﷺ کے حکم سے تا امام مہدیؑ اور آپؐ کے حکم سے آپؐ کے ظہور تک آپؐ کے نائبین فقہاء و مجتہدینِ جامع الشرائط کا ہے جو حقِ حکومت و حاکمیت امت کی بے توجہی و ظالمین کے ظلم کی بنیاد پہ غاصبوں کے قبضے میں رہا۔

(وضاحت: الٰہ اور رب وولی و مولا کے یہ مفہومات انسانی زندگی کے سیاسی اور اجتماعی شعبوں کے ساتھ متعلق ہیں، رہے ان الفاظ کے قلبی اور یا انفرادی جوانب تو رسالہ کا موضوع نہ ہونے کے باعث وہ یہاں بیان نہیں ہوئے۔ نظام اور سیاست میں بھی اور عبادت و معنویت میں بھی 'الٰہ اور رب وولی و مولا کے مفہومات کا گہرا اور براہ راست تعلق ہے)

و آلِ محمد ﷺ کو ہادی و نظامِ امامت و ولایت کو تسلیم کر لینے کے بعد کوئی قوم جس شدت سے اپنے لیے پناہ و نجات نظامِ طاغوت کی ﷺ محمد چھتری تلے تلاش کرے گی، اب جبکہ نظامِ ولایت 1979 میں سرزمینِ امام رضاؑ پہ نافذ ہو کر اتمامِ حجت کر چکا ہے۔

و آلِ محمدؐ ﷺ کو تسلیم کر لینے کے بعد کوئی قوم جس قدر شدت سے اپنے مسائل کا حل غیر اسلامی نظاموں میں تلاش ﷺ سیادت و ولایتِ محمد کرے گی اسی قدر اس کی منزل قریب نظر آئے کے باوجود سراب بنتی چلی جائے گی اور یہ آج کو سب سے زیادہ عملی حقیقت ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَـيْـــــًٔا

"جنہوں نے حق سے انکار کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا (النور:۳۹)

این الموحدین، این عمارؓ؟ توحید کو ماننے والے کہاں ہیں؟ نظام وجانشینِ رسول ﷺ کو ماننے والے کہاں ہیں؟ ولایتِ آئمہ اہل بیتؑ کے پیروکار کہاں ہیں؟ سیدہؑ کی راہ پہ چل کر تن و تنہا نظامِ ولایت و امامت کی خاطر قیام کرنے والے کہاں ہیں؟ پیروانِ سید الشہدؑاء و زینبِ علیاؑ کہاں ہیں؟ ابو ذر و سلمان و مقداد و مالک اشتر و مسلمؑ و عمار (رضوان اللہ علیہم) کہاں ہیں؟

اب ہمیں ان پاک طینت موحدین کی خدمت میں کچھ گزارشات کرنی ہیں جو اللہ کی وحدانیت کو اپنے وجود اور دعوت کی شناخت بنا کر نجات کے متلاشی ہیں۔ جو مہنگائی کی فکر سے بلند ہو کر یہ سوچنے پر آمادہ ہیں کہ بجٹ اور مزدوروں کی تنخواہ سے بڑھ کر بھی دنیا میں قوموں کے پریشان ہونے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔

جو ایمان رکھتے ہیں کہ انبیاء و آئمہ (علیہم السلام) دنیا میں روٹی کے نرخ کم کروانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہ سڑکیں اور گلیاں پکی کرانے کے لئے۔ بلکہ پیغمبرانِ حقؑ ہر زمانے کے انسانوں کو اپنے وقت اور زمین کے طاغوت سے کفر کرانے اور نظامِ الہیٰ قائم و نافذ کرنے کے لئے آتے رہے ہیں اور یہ کہ آسمانی کتابوں کا اصل موضوع نجاتِ: **دنیا و آخرت**" ہے۔

ملک میں یہ خوف وہراس 'بے چینی اور بدامنی و بے یقینی کے بڑھتے ہوئے سایوں کا خوفناک طوفان اس قوم کی بدقسمتی کا سبب نہیں صرف ایک مظہر ہے۔ اس کی علت اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس کا مالک اس سے ناراض ہے۔ اس قوم کی خوش بختی کی یہی ایک صورت ہے کہ یہ اللہ کے تمام شریکوں کا برسرِ عام انکار کر کے ہر نظامِ طاغوت کو پاش پاش کر دینے کے لئے اٹھ کھڑی ہو اور اپنی معاشی ابتری کا حل تلاش کرنے سے پہلے کتاب اللہ وسنتِ نبیؐ و عترتِ نبیؐ سے اپناوہ فرض دریافت کرے۔

کو زیب نہیں دیتیں۔ دین آج ھَل مِن نَاصر کی صدا دے رہا ہے کہ ﷺ "سیاسی آزادی" ایسی اصطلاحیں امت محمدیہ

اے ولایت و امامت کے ماننے والو، اے دینِ نابِ محمدیؐ پہ ایمان رکھنے والو، آؤ! الٰہی نظام کے سایہ طیب وطاہر ہمیں آ کر اندھیروں سے نکلو اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو بھی روشنی کی سمت لے کر چلو۔

اَللہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ

''اللہ مومنوں پر ولایت رکھتا ہے' وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔ اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں' ان کے ولی طاغوت ہیں وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔'' (البقرۃ:۲۵۷)

قرآن کریم مُردوں کے لیے رکھ کر جب آپ خود اندھیروں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوں تو بدبختی کے سوا اس کا کوئی انجام ہونا ہی نہیں چاہئے تب اس پر لٹیرے مسلط ہوں یا وہ خود ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگیں تو اس کا باعث قوم کی ناخواندگی یا سیاسی شعور کی کمی نہیں' بلکہ نظامِ قرآن نظامِ ولایت سے روگردانی کا انجام ہے بمطابق قرآن واحادیث۔

قُلۡ ہَلۡ اُنَبِّئُکُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِکَ مَثُوۡبَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ مَنۡ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَغَضِبَ عَلَیۡہِ وَجَعَلَ مِنۡہُمُ الۡقِرَدَۃَ وَالۡخَنَازِیۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ؕ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ۔

آپ ﷺ کہیے کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر سزا پانے والے کون ہیں؟ جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر وہ غضب ناک ہوا اور ان میں سے اس نے (سزا میں) مجرمین کو بندر اور خنزیر بنادیا اور جنھوں نے طاغوت کی بندگی کی یہ سب کے سب بہت برے مُقام میں ہیں اور بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں سیدھے راستے سے۔ المائدہ 60

پیروانِ اہلِ ذکرؑ! سنو:

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا وَّنَحۡشُرُہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی

''اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کیلئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔'' (طہٰ:۱۲۴)

چند اہم سوالات!

آج کفر کو نیست و نابود کر دینے میں اصل رکاوٹ کیا ہے؟

باطل کا قبیح چہرہ اسلام کے پردے سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔

آج فرزندان توحید و رسالت و امامت کے ہاتھوں میں رزمِ حسینؑ ابن علیؑ کا پرچم اس لئے نہیں دکھائی دیتا کہ آج ہر باطل یزیدی و طاغوتی نظام کو اسلام کی قبائیں زیب تن کرا دی گئی ہیں اور اسکا سرکاری نام نظامِ حق رکھ دیا گیا ہے۔ آج اللہ کے متحرک شریکوں نے کلمہ گوئی کی اور اوصیاءِ محمد ﷺ کے منصبِ الٰہیہ کے غاصب **شریکوں** تک نے اپنے جواز کی سند **درباری علماء** اور خاموش اور **لاتعلق عوام** سے حاصل کرلی ہے۔

آپ اور ہم ہر زیارت نامے میں تلاوت کترے ہیں نا کہ اے اللہ! لعنت کر

ان سب پر جنہوں نے اہل بیتؑ کو قتل کیا۔

ان سب پر جنہوں نے اہل بیتؑ پر ظلم کیا۔

ان سب پر جنہوں نے اس ظلم سے لاتعلقی اور خاموشی اختیار کرکے اپنے راضی ہونے کی سند دی۔

ان سب پر جنہوں نے اس ظلم کے لیے ماحول فراہم کیا۔

ان سب پر جنہوں نے اہل بیتؑ کو انکے من اللہ مقام سے ظلم سے ہٹایا اور اولین سے لے کر تا قیامت آنے والوں انکے تمام پیروکاروں اور اتباع کرنے والوں پر۔

سوالات:

1) کیا وجہ ہے کہ انہی ایوان ہائے شرک کا طواف ہوتا ہے؟
2) کیا ہمارے دین میں واقعتا کوئی ایسا کھوٹ ہے کہ کلمہ گوئی کے بعد ہر قسم کے نظامِ کفر میں جنیے کا کھلا پروانہ مل جاتا ہے؟
3) کیا واقعی کفر کو اسلام بن جانے کے لئے صرف تبدیلی نام کی ضرورت ہوا کرتی ہے؟
4) ’حرام حلال ہو جاتا ہے اور طاغوت ‘‘اولی الامر’’ کہلانے لگتے ہیں اور اگر یہ اولی الامر کی حکومت اور نظام کے لیے ہم نے آج کے زمانے میں کیا کام کیا ہے یا نظامِ ولایت و امات صرف ابتداءِ اسلام یا اختتامِ زمان کے لیے ہے یا صرف عرب یا کسی ایک علاقے کے لیے؟
5) سوچیے کیوں غریبِ کربلاؑ نے مدینہ ترک کیا؟
6) کیا یہی تاریخ و تعلیمِ معصومینؑ ہے؟
7) غیر اسلامی نظام کی حاکمیت ایسے کھلے شرک کو اسلامی جمہوریت کا لقب دے دیا جائے تو کیا واقعی ہماری شریعت و مکتبِ قرآن و اہل بیتؑ کے تقاضے بدل جاتے ہیں؟

8) جب حقِ حکومت اللہ کا ہے جو اس نے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو دیا اور قرآن نفاذ کے لیے آیا تو آج نظامِ نبویؐ ہے؟ یہ فاسد نظام اور اس کے حکمران جانشینِ رسولؐ ہو سکتے ہیں؟

9) ہم کو حقِ انتخابِ نظام و حاکم دیا کس نے ہے؟ کیا اللہ پہلے تو خود حاکم مقرر کرتا تھا اب نعوذ باللہ عوام اللہ کی جگہ آ گے ہیں؟

10) آلو پیاز تو اچھے خریدنے کی تمیز نہیں اور حاکم و ولیِ سرزمینِ اسلام چن سکتے ہیں؟

11) آج کفر کو نیست و نابود کر دینے میں اصل رکاوٹ کیا ہے؟

ہماری نفاذِ اسلامِ نابِ محمدیؐ و قیامِ نظامِ ولایت و امامت کی جگہ نظامِ طاغوت میں اپنے لیے تھوڑی سی جگہ کی تلاش میں رہنا، جبکہ قرآن، سیرتِ رسولؐ، سیرتِ معصومینؑ، نہضتِ عاشوراء، قیامِ امام خمینیؒ و نظامِ ولایتِ فقیہ کا برپا ہونا ہم پہ اتمامِ حجت ہے کہ اب کس منہ سے باطل کو حق کا نام دے کر، آج کے ابنِ زیاد (لعنۃ اللہ علیہ) کو امام حسینؑ کا سا لباس دے کر کوفہِ جہاں میں حق و باطل کو ملا ملا کر خود کو جھوٹی تسلیاں دے رہے ہیں اور دوسروں کو بھی کنفیوژ کرنے کا شیطانی کام کر رہے ہیں جبکہ تلبیسِ حق و باطل حرام ہے۔

غلاظت کو خوبصورت الفاظ دینا، باطل کو حق سے تشبیہ دے کر ولی بر حق و نظامِ حق کو جھٹلانے کی کوشش عین سنتِ یہود ہے تاریخ اس فعل قبیح سے بھری ہوئی ہے۔

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ

پھر ان ظالموں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی، بدل ڈالی۔ **(البقرۃ:۵۹)**

آج انہی کی راہ کے راہرو ہمیں یہ بتانے آتے ہیں کہ قرآنی شوریٰ کا تصور تو جمہوری پارلیمنٹ سے ملتا جلتا ہے!

ولی منصوص من اللہ کے مقابل غور کریں:

خلفاء کے زمانے میں اولین چناو (ووٹ) جہاں لوگوں نے حاکم چنا بے شک قانون قرآن رہنے دیا، ابتداء میں خواص کی پھر عوامی روش بن گئی اور آج چناو واحد صراط بن گیا اور اب تو نہ حاکم اللہ کا بنایا ہوا اور نہ قانون اللہ کا بنایا ہو بلکہ سب اللہ کے مقابل عوام کے۔ آج امت کے تمام طبقے اس آفتِ نظامِ طاغوت کا شکار ہیں اور انقلابِ اسلامی کے بعد سب پہ عصرِ حاضر میں اتمامِ حجت ہو چکی ہے۔

آج متبحرانہ و خانقاہی اسلام (اسلام آمریکائی) کے نام اسلام پر بننے والے جاہلی اداروں میں دن رات یہ تلقین ہوتی ہے کہ اسلامی حقوق و فرائض اور جمہوریت کی مادر پدر آزادیوں میں بس تھوڑا ہی فرق ہے !

دوہرے پیمانے

کیا کفر وہی ہوتا ہے جو کسی ہندو عیسائی یا یہودی کے ہاتھوں سرزد ہوتا ہو؟ اور اگر اللہ کی وہی بغاوت "کلمہ" کی رسم ادا کر لینے کے بعد ہو تا رہے تو الٰہی اصولوں کو تبدیل ہو جانا پڑتا ہے؟

اگر کوئی ختم نبوت کا منکر ہو، خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی متنبی (جھوٹے نبی) کا قائل ہو جاے جسکو اللہ نے نہیں مقرر کیا تو وہ کیا ہے؟ مطلقاً خارج از اسلام ہے۔ آپکا بھی یہی جواب ہو گا تو کاملیت و خاتمیتِ دین (نظامِ حیات) کے بعد اگر کوئی کسی غیر اسلامی نظامِ حیات کا قائل ہو جاے؟

اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اب یہ کافر لوگ تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں تو ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اتمام فرما دیا ہے اپنی نعمت کا اور تمہارے لیے میں نے پسند کر لیا ہے اسلام کو بحیثیت دین کے۔ المائدہ آیت 3

اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔

اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو وہ تو یقیناً تمہارا بڑا کھلا دشمن ہے۔ المائدہ 208

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

اور جو اسلام کے سوا کسی اور دین (نظامِ حیات) کا خواہش مند ہے تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نامرادوں میں سے ہو گا۔ آلِ عمران 85

کیا کفر کی گالی کھانے کیلئے استعمار کا بنفس نفیس یہاں موجود ہونا ضروری ہے؟

یہ استعماری طاغوتی نظام کے بانی خود موجود نہ ہوں تو پھر اس کے جانشین اس نظامِ طاغوت میں منصبِ حکومت پہ بس مقامی نسل ہونے کے ناطے کہ کوئی اپنا ہے، بیٹھ سکتے ہیں؟

کیا ہاتھ جہاں تھے وہیں رکے کے رکے رہ جائیں! طاغوت منصبِ حکومت پر بیٹھ جائے تو کیا شرعاً خیر سگالی فرض ہو جاتی ہے؟ تب تبدیلی لانے کی ہر اسکیم پر سرکاری منظوری کی شرط بھی عائد ہو جاتی ہے؟

ایسا ہے تو ماننا پڑے گا کہ ہمارا دین خالص محمدیؐ اسلام نہیں ہے، یہ کوئی اسلام نما ہے کہ وہ کام جو کفار مغرب کے ٹینک اور توپیں نہ کر سکیں وہ یہاں کے "ظل اللہ" {ہونے کے جھوٹے دعویدار} بیٹھے بٹھائے ازروئے شریعت کر لیا کریں!

یہ دوہرے پیمانے کا رکھنے کا سبب کیا یہ تو نہیں کہ آج حق اور باطل کے اصل پیمانے چھپ گئے ہوں؟

حق وہ ہے جو اخباروں میں چھپے اور باطل وہ ہے جو ہمارے دانشوروں کو برا لگے! شرک و توحید اور کفر و اسلام کا تعین شناختی کارڈوں سے ہو تا ہو۔ نہ کفر کی تعریف اللہ کی کتاب سے لی جاتی ہو اور نہ اسلام کی تعریف اس کے رسولؐ و ثقلین قرآن و اہل بیتؑ سے پوچھی جاتی ہو۔ یہیں پر بس نہیں بلکہ وہی نظامِ کفر جو مغرب کے نامہ سیاہ سے "فرزندان اسلام" کے ہاں پہنچے تو عین اسلام کہلائے!

ایک ہی نظام کے سایے میں یورپ بھی جیتا ہے اور یہاں مسلمان درجات کی بلندی کی امید کے ساتھ! وہی جرم جس سے اقوام مغرب کو دوزخ کی وعید ملتی ہو وہ اس قوم کو رحمت کی نوید دے جایا کرے۔

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ

"کیا تمہارے کفر کرنے والے ان سے بہتر ہیں یا تمہارے لئے آسمانی صحیفوں میں کوئی براءت نامہ لکھ دیا گیا ہے؟" (القمر:۴۳)

امام جعفر صادقؑ: جھوٹا ہے وہ انسان جو خود کو ہم (محمدؐ و آلِ محمدؐ) کا پیروکار (شیعہ) کہے اور کسی غیر کے عروہ (نظام) سے جوڑ جائے۔

لا الٰہ الا اللہ وہ کلمہ توحید ہے جو شرک سے براءت کا اعلان کرتے وقت ادا کیا جاتا ہے۔ اس کا مدعا و مقصود ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ مرجئہ ایک گمراہ فرقہ کی طرح آج لا الہ اللہ کی ایک نرالی شکل دریافت ہوئی ہے۔

اس کلمہ کے بھی الفاظ تو وہی ہیں مگر اس کو ادا کئے بغیر انسان کچھ کر لے تو جہنمی قرار دیا جائے مگر یہ ایک ایسا منتر ہے جسے پڑھ لینے کے بعد نہ تو شرک نقصان دے نہ کفر کر لینے سے کوئی فرق پڑے اور نہ نظام کے طاغوت بن جانے سے کوئی فتویٰ وجود میں آئے۔

اس کی مجرب افادیت یہ ہے کہ **خالص محمدیؐ اسلام اور نظامِ قرآن "ولایت و امامت"** جو ہر طاغوت کے لئے **موت کا پیغام** تھا جس سبب بنی امیہ و بنی عباس نے آئمہ طاہرینؑ پر آلِ رسولؐ اور انکے پیروکاروں پہ مظالم کیے، اسکی جگہ اسلام نما مذہب بقولِ علامہ اقبالؒ دینِ شبیریؑ کے مقابل دینِ خانقاہی رائج کیا گیا اور پھر یہی نظامِ طاغوت دینِ خانقاہی کے نتیجے میں ان **ظاہر اًمدعیانِ پیرویِ محمدؐ و آلِ محمدؐ** کے لیے بہترین تریاق اور قابل قبول ہے۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ

پھر ان ظالموں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی، بدل ڈالی۔ (البقرۃ:۵۹)

روایت ہے کہ اک دن رسول اللہؐ مسجد میں تشریف فرما تھے، آپؐ نے صحابہ کے روبرو زمین پر اپنی انگشتِ مبارک سے ایک خط (لکیر) بنائی اور فرمایا یہ میرا خط (راستہ) ہے پھر اسکے برابر میں متوازی لکیریں بنائیں، حتیٰ پہلا خط گم ہو گیا، آپؐ نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا جب میرے دین کے مقابل میرے دین جیسے راستے بنائے جائیں گے اور ظاہراً اسی سمت میں رواں ہوں گے جدھر میرا راستہ ہے، لوگ انکو میری راہ سمجھیں گے مگر ان میں سے کوئی بھی میرا راستہ نہیں ہے۔

حاکم اعلیٰ صرف **اللہ** ہے جس نے حقِ حکومت رسولؐ کو دیا، رسولؐ نے غدیرِ خم میں نظامِ ولایت کا اعلان کر کے اکمالِ دین کے اعلان کے ساتھ حقِ حکومت علیؑ و آلِ محمدؐ کے آئمہ معصومینؑ کو دیا اور امام مہدی آخر الزمانؑ نے حقِ حکومت زمانہِ غیبتِ کبریٰ کے لئے فقیہِ جامع الشرائط کو دیا۔

نظام میں شرک

دستورِ پاکستان پر یوں لکھا گیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ حاکم اعلیٰ ہے" اسی دستور کے اسی دیباچہ میں جہاں اللہ کو حاکم اعلیٰ کہا گیا ہے آگے چل کر وہیں یہ بھی لکھا ہے کہ: "پاکستان کا سیاسی ڈھانچہ جمہوری طرز کا ہو گا"

حاکم اعلیٰ کے اس لفظ کی دستوری تفسیر کیا ہے؟

دستور اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ حاکم اعلیٰ ایک بے ضرر سا "اعزازی عہدہ" ہے

حاکم اعلیٰ کسی پہ کوئی اختیار نہیں رکھتا نہ تو کسی کو جیل بھجوا سکتا ہے اور نہ ہی جیل سے چھڑا سکتا ہے۔ اس کی اتاری ہوئی آیت نہ مواخذہ کر سکتی ہے اس کا فرمان بہترین اخلاقی اپیل تو ہے۔

انسانی زندگی میں جائز وناجائز اور قانونی و غیر قانونی قرار دینا یہ ایک باقاعدہ اختیار ہے جو اس آئین میں "حاکم اعلیٰ" کو حاصل نہیں اور نہ ہی یہ بات طے کرنا اس کے رسولؐ و امامؑ یا نائبِ امامؑ کا کام ہے!

اللہ ورسولؐ کو مذہبی رسومات کے شعبے میں تو جائز وناجائز کے تعین کا حق ہے مگر قانون و نظام میں نہیں بلکہ دیباچہ دستور کی رو سے **یہ حق اسکی مخلوق کے نمائندوں کا حق ہے۔**

شق کے الفاظ:

Where in the state shall exerciase its powers and authority through the chosen reperesentative of the people.

فرانس کا بنایا ہوے اس سیکولر لبرل نظامِ جمہوریت کا آئینِ جمہوری کہتا ہے کہ جمہور کے عوام کے نمائندوں اس بات کے مجاز ہیں کہ "اگر وہ چاہیں دین، خدا اور نمائندہِ خدا (رسولؐ) کی بات کو قانون کا درجہ دیں نہ مانیں تو دین کی بات کی وہی حیثیت ہو گی جو کسی بھی انسان کی کسی بھی قانونی تجویز یا مطالبہ کی ہو سکتی ہے۔

چنانچہ اگر جمہور تجربہ کرنے پر مصر ہوں تو بڑے شوق سے ایسا کر دیکھیں، حکومت وعدالت کو اس سے غرض نہیں کہ قرآن میں کیا آیا ہے یا حدیث میں کیا لکھا ہے قرآن کی دلالت چاہے، آپ گھر بیٹھ کر اس کی تلاوت کریں مسجد و مجلس، جلسے، جلوسوں میں جا کر لوگوں کو سنائیں مگر نظامِ مملکت میں اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ نظام جمہوریت میں جیسے برطانیہ کا بادشاہ امر و نہی کے ہر قانونی اختیار سے تہی دست ہونے کے باوجود

تاج پہننے کا مجاز اور قانوناً واجب اطاعت نہ ہونے کے باوجود تخت شاہی پر متمکن ہے تو پاکستان میں حاکم اعلیٰ (اللہ ورسولؐ، قرآن وعترتؑ) کے لیے بھی یہی کھیل!

تو نے دیکھا ہے مغرب کا جمہوری نظام

چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر (اقبالؒ)

یہ نظام قرآن سے نہیں بلکہ انگریز کی کالی کتابوں اور ذہنوں سے نازل ہوا ہے۔ فریب دیا جاتا ہے کہ دستور تو اسلامی ہے گڑبڑ صرف اس کے نافذ کرنے والے کرتے ہیں۔ دستور کی دفعہ (1)268 یہی ہے کہ قانون کتاب اللہ کی بجائے انگریزی صحیفوں سے لیا جائے گا کیونکہ جمہوریت جبرائیلؑ نہیں لائے بلکہ فرانس سے آیا ہے۔

سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ

اللہ کی ذات بہت پاکیزہ اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے (یہ) لوگ اس کا شریک بنا رہے ہیں (الزمر:۶۷)

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ

اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا تو اسی لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ (النساء:64)

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ وَیُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

"نہیں اے محمد (ﷺ)! آپ کے رب کی قسم یہ کبھی مومن ہو ہی نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی (تک) محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں"۔ (النسآء: ۶۵)

اپنے وطن کی ہی جمہوری منتخب قانون ساز مخلوقات کے آئینی اختیارات کا ایک نظر جائزہ لیجئے اور فیصلہ کریں کہ برطانیہ میں بادشاہ اور پاکستان میں حاکم اعلیٰ کے عہدے میں کیا فرق ہے ؟

بنابریں یہ بات کسی خوش فہمی سے زیادہ نہیں کہ ملکی آئین نے اللہ کو" حاکم اعلیٰ" کہہ کر ایک بار زبان سے کلمہ ادا کر دیا ہے اور اب معاملہ صرف عملی کوتاہی تک محدود ہے۔ پہلے نظامِ طاغوت کی حاکمیت اور قانون سازی ایسے اختیار کی دوٹوک اور صاف صاف نفی ضروری ہے۔ اس کے بعد ہی نفاذِ نظامِ دین کی بات معتبر ہو سکتی ہے آج حقائق و تاریخ کا چہرہ مسخ کر دیا۔

اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

"کیا بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے ؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لئے ہیں' اللہ نے ان کیلئے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی (دین قیم) سیدھا نظامِ زندگی ہے' مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔" **(یوسف: ٦٠)**

اگر نظامِ ولایت کو قرآن و کلامِ محمدؐ و آئمہِ معصومینؑ کو دستوراًنا قابل ترمیم تعطیل اور نا قابل تنسیخ قانون اور ہر آئین سے بالاتر آئین نہ مانا جائے ،اس کو غیر مشروط اور اٹل قانون مانے بغیر دین کی حاکمیت کا اعلان ایک لغو بات ہے...

کی لائی ہوئی ہدایت کا دستوری ﷺ اللہ کو رب ماننا مگر اس کے نازل شدہ حکم کو حتمی قانون کا درجہ نہ دینا' شعبہ حیاتِ اجتماعی و نظامِ اجتماعی کا محمد طور پر پابند نہ ہونا۔

اجراءِ احکام کے لیے اللہ، رسولؐ یا امامِ معصوم یا نائبِ امامِ معصوم کی حاکمیت نہ ہونا مگر مذہبی و لفظی طور پر انکو اپنا ولی (صاحبِ اختیار) کہنا حق کے روبرو اک بدترین جھوٹ ہے جو اس سیکولر نظام میں پورے دستوری اہتمام کے ساتھ عملاً ہم سب کرنے کے مرتکب و مجرم ہیں۔

یہ ایسے ہی ہے کہ:

اللہ "الٰہ و حاکم" تو ہے مگر اس کو بندگی کرانے و حکومت کا حق نہیں۔

محمد ﷺ رسول تو ہیں مگر انکو احکام کے نفاذ و منوانے کا حق حاصل نہیں۔

علیؑ مولا تو ہیں مگر حکومت کا حق انکو نہیں، امام زمانہؑ تک سب امام تو ہیں مگر ہماری زندگیوں پہ اختیار اور مسندِ حکومت سے انکا کوئی رشتہ نہیں۔

فقیہِ عادل نائبِ امام تو ہے مگر ہماری عملی زندگی میں اسکو اختیار نہیں!

یہ تو ایسا ہی ہے کہ آپ کسی کو جج کہیں مگر اسے فیصلہ کرنے کا حق دینے پر تیار نہ ہوں دنیا میں آپ کسی سے یہ مذاق کرنے کے روادار نہیں تو لیے اللہ، رسولؐ یا امامِ معصوم یا نائبِ امامِ معصوم کے سامنے کس بل بوتے پر یہ جرات کر لی جاتی ہے؟

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا تو اسی لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔(النساء:64)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

)! آپکے رب کی قسم یہ کبھی مومن ہو ہی نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ ﷺ "نہیں اے محمد (بھی کوئی تنگی (تک) محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں"۔ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں

(النسآء: ٦٥)

اہل سنت بھی جن کے ہاں خلافت اسلامی نظام مانتے تھے مگر اس فرانسیسی جمہوری نظام کو غیر اسلامی مانتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ سے جمال الدین اسد آبادیؒ تک، آج شیعہ و سنی انقلابِ اسلامی کے بعد سے حجیتِ نظامِ ولایت کے قائل ہیں

(علاوہ اس بد بخت گروہ کہ جو دین کے ناقص ہونے کے قائل ہیں اور نظامِ ولایت کے مقابل امت کی طاقت پارہ پارہ کرنے کی خاطر خود آمریکا کے بنائے نظام کے نام سے دہشت گردی کے ہاتھوں اک سراب بنام نظامِ خلافت و امارت (تکفیری) کے قائل ہیں)۔

آج شیعہ و سنی کا میدانی و زمانی مدعا اور مخالف اک ہے، آج ضرورت ہے کہ قائلینِ نظامِ ولایت دوسروں کو بھی نظامِ ولایت کی طرف دعوت دیں ،اسلام بیداری کی عالمی و تاریخی تحریک کا حصہ بن کر زمینہ سازیِ ظہورِ امام (عجل اللہ فرجہ) کریں، نظامِ جمہوریت خالص محمدیؐ اسلام و تعلیماتِ قرآن و سنت و عترتِ طاہرہؑ کی تشریع متصادم ہے۔ اسی الجھن کو اقبالؒ و جمال الدین افغانیؒ نے بیان کیا اور امام خمینیؒ نے حل کر دیا۔

جناحؒ نے تو واضح کہا تھا کہ " پاکستان کا نظام قرآن میں 1400 سال سے موجود ہے " اور "ہم اک ایسی سرزمین چاہتے ہیں جہاں ہم قرآن و سنت کے نظام کا نفاذ کریں اور پھر اسکو مسلمان ممالک میں پیش کریں اور اگلے مرحلے میں کامیاب تجربے کے بعد تمام انسانیت کے سامنے اس نظامِ نجات کو پیش کریں" اور علامہ اقبالؒ نے تو اعلانیہ نظامِ امامت کو پیش کیا ہے۔

سیکولرازم دین اور نظام کی تقسیم

سیکولزازم اس پوری دنیامیں رائج خبیث ترین فاجعہ ہے۔ ہمارے ہاں اسے عموماً کمیونزم کا ہم معنی وہم وزن خیال کر کے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ کوئی خدا کا منکر نظریہ ہو گا جبکہ یہ دنیا کا ایک ایسا انوکھا کفر ہے جو مذہب کا انکار کرنے کی بجائے نہ صرف اسے انسان کی ضرورت تسلیم کرتا ہے بلکہ اس کے احترام کا بھی بھرپور طور پر قائل ہے۔

دین کے اس احترام کی خاطر...... کہ یہ لوگوں کے لئے بوجھ نہ بن جائے 'تصادم کا سبب بھی نہ بنے اور دنیاداری میں پڑ کر بے آبرو بھی نہ ہو ...... صرف اتنی جسارت کرتا ہے کہ دین کا مناسب مقام متعین ہو جائے جو ویسے تو مسجد گرجا یامندر رہے تاہم سوسائٹی میں بھی اسے ایک پرائیویٹ مسئلہ کے طور پر قبول کر لیا جاتا ہے۔ یوں سیکولرازم دین کو بڑے احترام سے انفرادی زندگی کی نکیل ڈال دیتا ہے۔

چنانچہ سیکولرازم کسی بھی ملک میں رائج دھرم کے تہواروں 'رسم ورواج اور شادی بیاہ ایسے طور طریقوں کا آئینی طور پر بھرپور احترام کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اکثریتی مذہب کو بعض اوقات اگر یہ حق بھی دے دیا جائے کہ صدر یاوزیر اعظم اکثریتی مذہب سے ہو گا

اوقاف 'عبادت خانوں کی تعمیر و تدبیر اور اس کی روحانی کتابوں کی طباعت کی بھی حوصلہ افزائی کی جائے 'اخباروں میں دینی صفحہ اور ریڈیو 'ٹی وی پر روحانی پروگراموں کا بڑی عقیدت سے اہتمام ہوتا ہو

مگر نظام مملکت اور کاروبار حیات میں دین کا دخل نہ ہو تو سمجھ لیجئے وہاں سیکولرازم کا راج ہے۔ نتیجتاً اس نظام میں اللہ کو اجتماعی نظام زندگی سے باہر باہر الہ اور معبود ہر مذہب کے ماننے والوں کے رخ پر ائیویٹ خداوں کے برابر رکھ کر مسلمانوں کا پرائیویٹ معبود بنا کر پوجا جاتا ہے۔

ابھی تک یہ معمہ ہے پاکستانیوں کے لیے کہ دین کو سیاست سے کیسے بے دخل کیا جاسکتا ہے۔ نہ جانے اتنی سادہ بات سمجھنی مشکل کیوں ہو گئی کہ جب نظامِ طاغوت کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر مساجد اور تقریبات کو سجانے کے سوا معاشرے میں دین کا کوئی مصرف ہی نہیں رہتا۔

تفصیل کے لیے کتاب اسلام اور سیکولرازم (ناشر متاب پبلیکیشنز) کا مطالعہ فرمائیں۔

دین اللہ یا دین الملک

ہر آدمی پہچان لے کہ وہ جس نظام کے سائے میں زندگی بسر کر رہا ہے وہ اللہ کا دین ہے یا دینِ جمہور۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا

"اے نبی! تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو ان سے پہلے نازل کی گئی ہیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انہیں بھٹکا کر راہ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے"۔(النسآء:٦٠)

"طاغوت لغت کے اعتبار سے ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو اپنے جائز حق سے تجاوز کر گیا ہو قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ (نظام) ہے جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خود آقائی و خداوندی کا دم بھرے اور خدا کے بندوں سے اپنی بندگی کرائے اور کوئی شخص صحیح معنوں میں اللہ کا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ طاغوت کا منکر نہ ہو"

یہ واضح ہو جانا بھی ضروری ہے کہ پارلیمنٹ جو کسی ملک کا سب سے بڑا طاغوت ہے وہ اسلام آباد کی کسی بلڈنگ کا نام نہیں بلکہ انسانوں کے ایک مجموعہ سے عبارت ہے۔

یہ سب انسان ارکانِ نظامِ طاغوت ہیں۔ دھرتی پر سب سے بھاری بوجھ یہی ہیں۔

دین (اطاعت و بندگی اور وفاداری) اللہ کیلئے خالص نہیں ہو سکتا جب تک ان سے صاف صاف کفر نہ کر دیا جائے' چاہے مشرکین کو یہ بات کتنی بھی ناگوار گزرے' اور ملت ابراہیمیؑ و صراطِ حسینیؑ پہ چلنے والوں کے اس واشگاف اعلان سے دنیا کے ان بتکدوں اور حقِ معصومینؑ کے ان غاصب ایوانوں میں جو بھی ردعمل ہو۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ

"کون ہے" جو ابراہیمؑ کی راہ سے علیحدگی اختیار کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت میں مبتلا کر لیا ہو' (اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟) (البقرۃ:١٣٠)

طاغوت سے کفر' ایمان کی شرطِ اولین

فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا

"اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں "(البقرۃ:۲۵۶)

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

" ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھجاہے کہ ایک اللہ کی عبادت اور تعمیل حکم بجالاؤ اور طاغوت سے دور رہو "(النحل:۳۶)

وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فَبَشِّرْ عِبَادِ

" جو لوگ طاغوت کی پرستش سے دور رہے اور اللہ کے لیے ہی جبینِ نیاز پیش کرتے رہے انہی کے لیے (جنت کی) خوشخبری ہے تو اے نبی ﷺ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادیں (الزمر:۱۷)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا

)!تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمھاری طرف نازل ﷺ" اے نبی(کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو ان سے پہلے نازل کی گئی ہیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انہیں بھٹکا کر راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔" (النساء:۶۰)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا، أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللهُ وَمَن يَلْعَنِ اللهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا، أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ جبت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کر دے پھر تم اس کا کوئی مدد گار نہیں پاؤ گے۔ کیا حکومت میں ان کا کوئی حصہ ہے اگر ایسا ہوتا تو یہ دوسروں کو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دیتے۔" (النساء:۵۱ تا ۵۳)

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا یُخۡرِجُھُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَی النُّوُرِ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا أَوۡلِیَآؤُھُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخۡرِجُوۡنَھُم مِّنَ النُّوۡرِ إِلَی الظُّلُمَاتِ أُوۡلَـٰئِکَ أَصۡحَابُ النَّارِ ھُمۡ فِیۡھَا خَالِدُوۡن

"جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی مدد گار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مدد گار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔" (البقرۃ:۲۵۷)

طاغوت کی تعریف

"ضلالت و گمراہی کا ہر سرغنہ طاغوت ہے۔"

طاغوت:

شیطان ہے جو نظامِ طاغوت کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے؛

أَلَمۡ أَعۡھَدۡ إِلَیۡکُمۡ یَا بَنِیۡ آدَمَ أَن لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطَانَ إِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡن

"اے اولادِ آدم! کیا ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمھارا کھلا دشمن ہے"۔ (یسین:۶۰)

طاغوت:

وہ نظام جو اللہ کے نظام و احکام و قوانین کی جگہ اور احکام لاتا ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے:

أَلَمۡ تَرَ إِلَی الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ أَنَّھُمۡ آمَنُوۡا بِمَا أُنزِلَ إِلَیۡکَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبۡلِکَ یُرِیۡدُوۡنَ أَن یَتَحَاکَمُوۡا إِلَی الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ أُمِرُوۡا أَن یَکۡفُرُوۡا بِہٖ وَیُرِیۡدُ الشَّیۡطَانُ أَن یُضِلَّھُمۡ ضَلَالاً بَعِیۡداً

"اے نبی (ﷺ)! تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمھاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو ان سے پہلے نازل کی گئی ہیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کی طرف

رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انہیں بھٹکا کر راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔"

(النساء:٦٠)

طاغوت:

جو اللہ کے اتارے ہوئی دین کے ماسوا قانون و اسکے اہلکار ہیں۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ

"جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔" (المائدہ:۴۴)

" یہ جان لینا ضروری ہے کہ انسان اس وقت تک اللہ کے ساتھ ایمان نہیں لا سکتا جب تک طاغوت کے ساتھ کفر نہ کر لے۔ اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے:

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

"جس نے طاغوت سے کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے مضبوط سہارے کو تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے کا نہیں اور اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے"(البقرہ:۲۵۶)

☆ عبد اللہ بن عباس راوی ہیں کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَتَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى الَّتِیْ لَا انْفِصَامَ لَهَا فَلْيَتَمَسَّكْ بِوَلَايَةِ اَخِیْ وَ وَصِيِّیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاِنَّهٗ لَا يَهْلِكُ مَنْ اَحَبَّهٗ وَتَوَلَّاهُ وَلَا يَنْجُوْ مَنْ اَبْغَضَهٗ وَ عَادَاهُ۔ { معانی الاخبار ص ۳۶۸۔ بحار الانوار ۳۸ : ۱۲۱}

جو نہ ٹوٹنے والی مضبوط رسی (عُرْوَةِ الْوُثْقىٰ) کو تھامنا چاہتا ہے وہ میرے بھائی اور وصی علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی ولایت و امامت سے تمسک کرے۔

"طاغوت ہر وہ سلطنت و نظام ہے جس نے اپنے وجود کے لیے اللہ یا منصوص من اللہ سے پروانہِ وجود نہ لے رکھا ہو اور نہ اس کے حکم پر قائم ہو۔

نیز ہر وہ نظام و قانون طاغوت ہے جو اللہ کی شریعت سے نہ لیا گیا ہو اور ہر وہ سرکشی جو حق سے تجاوز کر جائے طاغوت کہلاتی ہے۔ پھر جو سرکشی اللہ کے حقّ الوہیت و حاکمیت پر ہو وہ تو طاغوت کی بدترین اور سنگین ترین شکل ہوئی اور "لفظاً" و "معناً" وہی طاغوت کے اطلاق کی سب سے زیادہ مستحق بھی"۔

"طاغوت لغت کے اعتبار سے ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو اپنے جائز حق سے تجاوز کر گیا ہو قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ بندہ ہے جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خود آقائی و خداوندی کا دم بھرے اور خدا کے بندوں سے اپنی بندگی کرائے۔

خدا کے مقابلے میں ایک بندے کی سرکشی کے تین مرتبے ہیں پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اصولاً اس کی فرمانبرداری ہی کو حق مانے مگر عملاً اس کے احکام کے خلاف ورزی کرے اس کا نام فسق ہے۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اس کی فرمانبرداری سے اصولاً منحرف ہو کر یا تو خود مختار بن جائے یا اس کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے لگے

یہ کفر ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ مالک سے باغی ہو کر اس ملک اور اس کی رعیت میں خود اپنا حکم چلانے لگے اس آخری مرتبے پر جو بندہ پہنچ جائے اسی کا نام طاغوت ہے اور کوئی شخص صحیح معنوں میں اللہ کا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس طاغوت کا منکر نہ ہو"۔

" صریح طور پر "طاغوت" سے مراد وہ نظام و حاکم ہے جو قانونِ الٰہی کے سوا، کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہو اور وہ نظام ہے جو نہ تو اللہ کے اقتدارِ اعلیٰ کا مطیع ہو اور نہ اللہ کی کتاب کو آخری سند مانتا ہو۔

لہٰذا یہ آیت اس معنی میں بالکل صاف ہے کہ جو نظام طاغوت کی حیثیت رکھتا ہو اس کی جانب رجوع ایمان کے منافی ہے اور توحید و رسالتؐ اور قرآن و عترتؑ پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آدمی ایسے نظام کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ قرآن کی رو سے اللہ پر ایمان اور طاغوت سے کفر دونوں لازم و ملزوم ہیں اور خدا اور طاغوت دونوں کے آگے بیک وقت جھکنا عین منافقت ہے۔"

آج اس باطل نظام میں امیدوار یا ووٹر کی حیثیت سے شرکت فرمانے والے دیندار حضرات آخر اپنی جان و مال یا پھر بدعقیدہ و بے عمل اکثریت کے قومی مفاد کی مصلحت سے زیادہ کیا دلیل رکھتے ہیں؟

بتایئے یہ مصلحت !

بتایئے کیا یہ مصلحت تھی کہ علیؑ و بتولؑ کی بیٹیوں کے ہمراہ سید الشہداءؑ ریگ زارِ کربلا میں قیام کریں؟

سیدہِ کونینؑ کا مدینے کے گھر گھر یہ جا کر دستک دے دے کر غدیر کی گواہی طلب کرنا مصلحت تھی؟

امام علیؑ سے امام حسن عسکریؑ تک ہر ظلم کا سامنا کرنا مگر حقِ ولایت کا اعلان واعادہ کرتے رہنا مصلحت تھی؟ حضرت امام مہدیؑ کا طاغوتِ زمان کے سامنے سرنگوں نہ ہونا اور قیامِ ولایت کے لیے امت کی آمادگی تک غیبت اختیار کرنا مصلحت تھی؟

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی خاک پا کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے جنہیں دو اونٹوں سے باندھ کر مخالف سمت میں چروانا قبول کر لینا مصلحت تھی؟

یاد رکھیں مصلحت حل ہوتی تو روح اللہ الخمینیؒ اختیار کرتے مگر اس شاگردِ قرآن واہل بیتؑ کو اس نائبِ مہدیؑ کو پورے دین میں کہیں بھی نظامِ طاغوت سے ساتھ مصلحت کی کوئی گنجائش نظر نہ آئی۔

سے حقِ ولایت میں نرمی اختیار کر لینے کے سوا اور کیا مطالبہ تھا۔ جس کے بدلے جان ومال ایسی مصلحتیں تو کیا ﷺ آخر طاغوتوں کا آلِ محمد بادشاہت بھی قدموں میں ڈھیر ہوتی تھی۔

ووٹ دے کر بڑے کفر کا راستہ روکنے والے اور ایک ایک سیٹ کی ذخاطر ذلت کی خاک چھاننے والے اس حقیقت کو کیسے قبول کرتے ہوں گے کہ خاتم المرسلین ذرا نرم رویہ اختیار کرنے کے عوض جان بخشی یا چند سیٹیں نہیں پوری بادشاہت کی پیشکش ٹھکرانے پر بضد ہیں؟

نے ماریں کھاتے ایک ایک دو دو سیٹوں کے بل پر دین کے پرچم گاڑنے والے کیا نہیں سوچتے کہ کیوں بلال رضی اللہ عنہ وصہیب رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ یہ قومی مفاد بھی ہے اور اسلامائزیشن کا راستہ بھی آپ کیوں ہمیں مروانے پر ہی تلے ہوئے ہیں؟ ﷺ ہوئے 'رسول اکرم

مصالح ومفاسد کا تفقہ کوئی بلال رضی اللہ عنہ سے لے جو تپتی ریت پر چیختے ہوئے کفار سے گویا ہیں "تمہیں جلانے ستانے کے لئے مجھے کوئی اس سے بھی سخت بات آتی ہو تو میں وہ کہنے سے بھی گریز نہ کروں" ایمانی عزت اور احساس برتری وبے نیازی جاہلیت کی خاک چھاننے سے کہاں نصیب ہوا کرتی ہے۔

ووٹ کی شرعی حیثیت

جو حضرات پاکستان کے نظام کو باطل اور اس کے قانون سازوں کو طاغوت تسلیم کرتے ہیں مگر ان طاغوتوں کو منتخب کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے 'بشرطیکہ نیت انتخاب طاغوت کی بجائے کچھ اور کر لی جائے' تو اس باب میں ہم ان حضرات ہی کے موقف پر گفتگو کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسمبلیوں میں ''اچھے لوگ'' یا ''کمتر برائی'' بھرتی کرنے کا اصول جہاں ووٹ دینے کے لئے وجہ جواز بنتا ہے وہاں ووٹ لینے کے لئے اور الیکشن لڑنے کے لئے بھی بن سکتا ہے مگر کچھ لوگ مصر ہیں کہ اسے ووٹ دینے تک ہی محدود رکھا جائے چنانچہ ضرورت اور ''مجبوری'' کو دلیل بناکر جب یہ حضرات مصلحت کا دروازہ کھولتے ہیں تو دوسرا فریق بھی اسی میں گزر جاتا ہے۔

پھر جس طرح ووٹ دے کر کفر کا زور توڑنے والے حضرات اپنے ووٹ کا ''ذاتی مطلب'' لیتے ہیں اسی طرح ووٹ لے کر اسلام کی خدمت کرنے والا فریق بھی اپنی ممبری کی ''ذاتی تشریح'' کرنے کا مجاز ہونا چاہیے مگر نہ جانے ان دونوں فریقوں میں اختلاف کیوں ہو جاتا ہے جبکہ ان دونوں کے دلائل میں اصولی اور جوہری طور پر کوئی فرق نہیں۔

بنابریں ووٹ کا حکم جاننے سے پہلے ووٹ کا مطلب جاننا ضروری ہے ایک جمہوری نظام میں ووٹ کی حیثیت اور اہمیت نہ سمجھنے سے ہی ووٹ کا ''ذاتی مطلب'' لینے کی نوبت آتی ہے۔

> ''ووٹ دینے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اپنی رائے سے کسی ایسے شخص کو منتخب کرتے ہیں جس کا کام موجودہ دستور کے تحت وہ قانون سازی کرنا ہے جو عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے۔ اگر علمائے کرام میں سے کوئی صاحب اس چیز کو حلال اور جائز سمجھتے ہیں تو ان سے دلیل دریافت کیجئے''۔

ووٹ کی تعریف:

نمائندگان جمہور کی حاکمیت کا نظام جب قرون اولیٰ سے نہیں آیا تو ووٹ کی تعریف قرآن وحدیث سے تو نہیں ملے گی۔ اب ایک پارلیمانی نظام میں 'جو کہ پاکستان میں رائج ہے' ووٹ کی حیثیت واہمیت اور جمہوری عمل میں ووٹروں کے کردار کے تعین کیلئے وہی مصادر مستند ہو سکتے ہیں جو اس نظام کو بنانے اور چلانے والوں کے ہاں معروف ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسیز کے مطابق

Voting is the process whereby an individual member of a group registers his opinion and thus participates in the determination of the consensus among the group with the regard to either the choice of an official or the decision upon a proposal. As such it is the procedure implied an all elections as well as in all parlimentry or direct legislation, under a dictatorial form of government,the individual may

be called upon to express his opinion as to the choices already made by the dictator, various devices, however, render this procedure an empty formality, finds its principal share and its predomenant importance under democratic governments under conditions of minimum freedom of choice and suffrage.

اگر کوئی صاحب ووٹ کا مطلب سمجھنے کی بابت مغرب کی محتاجی کے روادار نہیں تو بھی یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ اس نظام باطل میں کوئی انسان یا انسانوں کا گروہ طاغوتی مناصب پر از خود اپنا تقرر نہیں کرتا۔

سوال یہ ہے کہ وہ کون سا عمل ہے جو ایک انسان کو عام حیثیت سے بلند کر کے خدائی کے مرتبہ پر فائز کر دیتا ہے؟ وہ کون سی فارمیلٹی ہے جو معبودوں کی خالی آسامیاں پر کر دیا کرتی ہے؟

وہ کیا چیز ہے جو طاغوت کو زندگی اور وجود بخشتی ہے اگر یہ نہ ہو تو طاغوت کو اپنی ولادت کے لئے کوئی اور "ناجائز" طریقہ اپنانا پڑے گا؟ وہ کون سا عمل ہے جو الوہیت کے کچھ خصائص آسمان سے اتار کے پانچ سال کیلئے زمین پر ایوان پارلیمنٹ میں محبوس کر دیتا ہے؟

کس بل بوتے پر کچھ انسانوں میں مالک الملک اللہ ورسولؐ و امامؑ کے حق حاکمیت کو پانچ سال تک غضب کئے رکھنے کی آئینی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے؟

ان سوالات کا جواب تو کچھ بھی مشکل نہیں مسئلہ ان کے بارے میں سوچنے کی زحمت کا ہے کہ کسے اللہ کی عظمت و وقار اور اس کی ہیبت و جلال نے ان سوالات کے بارے میں پریشان کیا ہے؟

کس کی جبین نیاز کے سجدوں میں ایسی تڑپ ہے کہ وہ اپنے مالک کی اس بغاوت پر تکلیف محسوس کرنا تو کچھ بھی نہیں دنیا کو الٹ دینے کے لئے تیار ہو جائے؟

کس کے دل میں اپنے سجدوں اور ریاضتوں کے یکتا و تنہا مالک کے لئے اتنی غیرت موجود ہے کہ ان سوالوں پر اس کا خون کھول اٹھے؟

کسے ناراضگیِ خدا اور سولؐ و بتولؑ کا اور جہنم کا اتنا خوف لاحق ہے کہ وہ معاشرے میں رائج اس شرک اور ہلاکت کے راستے کو ذرا اس نظر سے بھی دیکھ لے؟

عقیدہ توحید کا حقیقی شعور رکھنے والے جانتے ہیں کہ انبیاءؑ و آئمہؑ کے منہج میں صرف سوال اٹھانا اور ان زندہ ترین سوالوں کے سامنے انسانی ضمیر کو لا کھڑا کرنا ہی دقت طلب مسئلہ رہا ہے پھر ہلاکت سے نجات کی تلاش شروع ہو جائے تو جواب انسان کے اندر ہی موجود ہوتا ہے

هَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ۔ وَّلَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ

"بلکہ انسان کا نفس خود اپنے آپ پر حجت ہے۔ اگر چہ کتنے ہی بہانے پیش کرے"۔ (القیمۃ: ۱۴۔۱۵)

ایک شیطانی ماحول ہے کہ ذہنوں میں ایسے سوالات کو ہمیشہ سلاتا ہے 'سو کتنے ہوں گے جو قبر سے پہلے ایسے ناگزیر سوالات کو وقت نہ دے سکیں گے؟

وہ لوگ جو طاغوت سے ازلی اور ابدی جنگ ان کے ایمان کا حصہ اور زندگی کا سرمایہ ہے اور پاکستان میں بستے ہوئے ان سے یہ بات بھی او جھل نہیں کہ طاغوت نہ تو کوئی خلائی مخلوق ہے اور نہ بیرون ملک پائی جانے والی سوغات 'بلکہ ان کے سروں پر چھائی ایک زندہ اور بھیانک حقیقت ہے وہ ان سبھی سوالات کا جواب اس ملک کے بالغ انسانوں کے "حق رائے دہی" کے علاوہ اور کیا دے سکتے ہیں؟

اس اہم ترین مسئلہ کے بارے میں اگر سوال بھی واضح ہو جائے اور جواب بھی تو اس کے حکم کے بارے میں ویسے ہی کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

طاغوت سے قربت کا ہر راستہ۔ امامت سے دوری کا راستہ ہے

اس نظام کے طاغوت ہونے کا مقدمہ اولی تو بڑی آسانی سے مان لیا جاتا ہے مگر جب اس سے لازم آنے والے امور اور احکام پہ بات ہوتی ہے تو پھر یہ کہہ کر سرے سے پہلے مقدمہ کو ہی مشکوک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ " ٹھیک ہے طاغوت تو ہے مگر ایسا بھی نہیں کہ سچ مچ کی ٹھن جائے"۔

اس بنا پر ہماری گزارش ہے کہ اس سے پہلے اس ملک کے دو ابواب کو اچھی طرح پڑھ لیا جائے پھر اگر آپ اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس ملک پر جھوٹ موٹ کا طاغوت سوار نہیں بلکہ ویسا ہی ہے جیسا ہوا کرتا ہے اور جس سے دوری اور اسکی حاکمیت کے انکار کا اللہ و محمدؐ و آلِ محمدؑ نے حکم دیا ہے۔

طاغوت کو جان لینے اور پھر اسے ووٹ اور مینڈیٹ دینے کا مطلب سمجھ لینے کے بعد اس کا شریعت میں حکم پوچھنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔

اگر آپ یہ علم ہی نہیں بلکہ ایمان بھی رکھتے ہیں کہ یہ نظام باطل ہے اور اس کے کار ساز اللہ کے شریک 'جو کہ ننگی فلموں اور طوائف کے کوٹھوں سے ہزار ہا گنا بڑھ کے اللہ کے غضب اور اس کے عذاب کو دعوت دینے والا ہے تو پھر ایسے طاغوت کی پانچ سالہ تقریب ولادت

انتخابات میں شرکت جرم کیوں نہ ہو گی ؟

جہنم اور ہلاکت کے لئے جب یہ دروازہ ہے تو اسے کھولنے کے لئے زور مارتی خلقت کا ساتھ دینا اور جب وہ کھل جائے تو گزرنے والوں کے جرم سے لاتعلقی کا اظہار کرنا یا یہ کہنا کہ میں نہ بھی کھولتا تو وہ کھل ہی جاتا 'کون سی ایمانی منطق ہے ؟

باطل کی ہمنوائی

عموماً یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ ووٹ اچھے یا برے نظام کا اختیار ہوتا ہے۔ حالانکہ سبھی امیدوار اسی ایک نظام کے تحت اور اسی کے دائرے میں انتخاب لڑتے ہیں کامیاب ہونے کے بعد اسی نظام کی متعین کی ہوئی حدود سے سر مو انحراف نہیں کر سکتے۔

اس نظام کا متعین کیا ہوا کردار ان کا واضح ترین مقصد ہوتا ہے۔

اسمبلی میں پہنچنے کے بعد اسی آئین اور قانون کے تحفظ کی قسم کھاتے ہیں اور اللہ کے دین کو قانون کا درجہ بھی عطا کر دیں، پھر بھی "طاغوت" ہی رہیں گے۔ غرض پچھلے ابواب میں ان کا جو کفر ہم نے بیان کیا ہے وہ سارا کفر پانچ سال تک کرتے رہنے کے لئے یہ نظام ملک کے ہر بالغ انسان کی ایک پرچی کا محتاج ہوتا ہے۔ کہنے کو تو ایک پرچی ہے مگر کسی کو اس کے بارے میں اختلاف نہیں کہ رائج نظام کو پانچ سال تک چلانے کے لئے اصولاً یہ ایک اختیارات کی سند ہوتی ہے۔

کا بھی ذکر کیا ہے کیونکہ طاغوت کو جب تک طاغوتی منصب پر فائز نہ کیا جائے وہ رب بن قرآن مجید نے صرف طاغوت ہی نہیں "اولیاء الطاغوت" ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ طاغوت اپنے تقرر کے لئے اولیاء الطاغوت کا محتاج ہوتا ہے۔ اب بتایئے اگر اس ملک کے طاغوت کا چناؤ لوگوں کے ووٹ نہیں کرتے تو اور کیا چیز ہے جو طاغوت کے تقرر کی رسم پوری کرتی ہے ؟

طاغوت کے انتخابات کی صورت میں باطل کی یہ ہمنوائی تو بہت بڑی بات ہے اللہ نے تو ظالمین کی جانب تھوڑے سے جھکاؤ اور میلان ہی کی وجہ سے جہنم کی وعید سنائی ہے

وَلَا تَرْكَنُوٓا۟ إِلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ فَتَمَسَّكُمُ ٱلنَّارُ

''اور دیکھو ظالموں کی طرف ہرگز جھکنا ورنہ تمہیں آگ چھو لے گی''۔(ھود:۱۱۳)

کفر بالطاغوت کے عقیدہ کے منافی کیا ہے؟

غیر اللہ کے انکار کے لئے طاغوت کی ہمنوائی ترک کر دینا تو ضروری ہے ہی' جیسا کہ پچھلے نکتے میں واضح کیا گیا ہے' مگر یہ غیر اللہ کے انکار کی صرف ایک ہی شق ہے۔ اب اس کی دوسری شق ہے کہ اس سے بڑھ کر طاغوت سے کفر اور مخاصمت بھی کی جائے۔

وقد امروا ان یکفروا بہ

''جبکہ ان کو طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا''۔(النساء:۶۰)

سو یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ زبان سے تو طاغوت کے ساتھ کفر ہو مگر عملاً اسے منتخب تک کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ کفر بالطاغوت دل' زبان اور عمل ہر لحاظ سے واجب ہے۔

اب اگر طاغوت سے کفر کا مذکورہ بالا مطلب سمجھتے ہیں تو بتایئے کفر بالطاغوت اور انتخاب طاغوت بیک وقت کیونکر جمع ہو سکتے ہیں؟

من تشبہ بقوم فھو منھم

انتخابات کے اس جاہلی ناٹک میں عملی شرکت اس حدیث کی رو سے دو بنیادوں پر ناجائز قرار پاتی ہے۔ ایک یہ کہ یہ جاہلی عمل مسلمانوں میں نہ تھا بلکہ کفار اور یہود و نصاریٰ سے نہ صرف آیا ہے بلکہ ابھی تک انہی کی تقلید میں یہاں چلتا ہے اس وجہ سے یہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے۔

پھر یہاں کے جاہل اس کام کو پورے قومی' وطنی اور جاہلی اہتمام سے بجالاتے ہیں اس وجہ سے یہاں کے اہل باطل اور فساق میں مشابہت ہوتی ہے

۔

رہا یہ مسئلہ کہ تشبہ صرف نیت کرنے سے ہوتا ہے تو عرض ہے کہ نیت سے تشبہ کا گناہ دوچند ضرور ہو جاتا ہے مگر صرف عمل سے بھی اس حدیث کی رو سے ممنوع ہے

اہل جاہلیت کی مخالفت کرنا واجب ہے

اسلام نے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ یہود و نصاریٰ اور فساق وفجار کی مشابہت ترک کر دی جائے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بھی واجب قرار دیا ہے کہ قصداًان کی مخالفت کی جائے اور جیسے وہ کرتے ہوں عمداًاس کے برعکس کیا جائے۔یہ مسئلہ بہت معروف ہے اور گنجائش نہ ہونے کی سبب اس کی تفصیل یہاں ممکن نہیں۔

مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں انبیاء وصالحین اور صدیقین و شہداء کا راستہ پانے کی دعا کرتا ہے اور مغضوب علیہم (یہود)اور ضالین (نصاریٰ) کے راستے سے پناہ مانگتا ہے۔اہل جاہلیت کے راستے سے یہ نفرت وپناہ جوئی اعتقادی تو ہے ہی عملی بھی ہوتی ہے۔

کی نافرمانی ہوتی ہو'اس میں گرانا بھی آتا ہے 'جیسا کہ ﷺ" معصیت کی ان جگھوں کو جلا دیا جائے جہاں اللہ اور اس کے رسول نے مسجد ضرار کو جلایا تھا جبکہ یہ مسجد تھی'اس میں باقاعدہ نماز ادا کی جاتی تھی'اللہ کا نام لیا جاتا تھا لیکن وجہ یہ تھی ﷺ رسول اکرم کہ اس کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا اور تفرقہ وانتشار پیدا کرنا تھا'پھر وہ منافقین کی پناہ گاہ بھی تھی'اب جو چیز بھی اس طرح کی ہو گی اسے ختم کر دیا جائے۔مسجد ضرار کا یہ حکم ہے شرک کی وہ بنیاد نظامِ طاغوت جو لوگوں کو خاتمیتِ دین وولایتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے ہٹا کر لے جا رہا ہو تو ایسا حشر کئے جانے کے زیادہ قابل ہیں"۔

اسلام نے برا کام ہی ممنوع قرار نہیں دیا اس کی طرف جانے والے سب راستے اور دروازے بھی بند کر دیئے ہیں۔جس طرح نماز ایسی نیکی کے کام کے لئے اسلامی معاشرے میں ہونے والے تمام انتظامات واجبات اور مستحبات میں شمار ہوتے ہیں اسی طرح برائی کی راہ ہموار کرنے والے تمام مقدمات اور انتظامات بھی ممنوع ہیں۔

چنانچہ جہاں یہ فقہی قاعدہ ہے کہ "مالم یتم الواجب الا بہ فھو واجب "وہ چیز جس کے بغیر فرض کی ادائیگی ناممکن ہو تو خود بھی فرض ہوتی ہے "وہاں یہ بھی ہے" مادی الی الحرام فھو حرام" "جو چیز حرام کا سبب بنتی ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے" اس بنا پر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ طاغوت کو منتخب کرنا صحیح اس کا منتخب ہونا غلط ہے جبکہ یہ ایک ایک ہی سکے دو رخ ہیں۔

طاغوت کا انتخاب تو بہت بڑی بات ہے،فقہائے اسلام نے تو اس اصول(سد الذرائع) کی رو سے انگور'جو کہ خود بھی حلال ہے اور اس کی خرید وفروخت بھی'ایسے شخص کو فروخت تک کرنا حرام کرنا قرار دیا ہے جو اس سے شراب بناتا ہو۔

اسی طرح ایک بدکار انسان کو اسلحہ کی فروخت بھی ممنوع ہے۔پھر فتنہ کے وقت بھی اسلحہ کی فروخت ممنوع ہو جاتی ہے جبکہ فی نفسہ اس کو رکھنا یا بیچنا حلال ہے۔اس باب میں علماء اسلام کی تصنیفات کھنگال لیجئے کہیں ایسی گنجائش نہیں ملتی کہ جب پتہ ہو کہ شراب بنانے والا ہزار جگھوں سے انگور خرید سکتا ہے میں فروخت بھی نہ کروں تو دوسرے کر دیں گے۔یہ سوچ کر اسے بیچ دیا جائے کہ شراب بننے سے تو اب رک نہیں سکتی'کیوں نہ اس سودے کے نتائج کو اپنے حق میں کر لیا جائے؟

ووٹ کو صرف ایک پرچی سمجھنے والے کیا نہیں دیکھتے کہ مذکورہ بالا سبھی چیزیں حلال تھیں مگر حرام مقصد کی وجہ سے خود بھی ممنوع ہو گئیں؟ جبکہ حرام مقصد بھی دینے والے کا نہیں صرف لینے والے کا تھا۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا

"رحمن کے بندے وہ ہیں جو باطل اور فریب کے تماشی نہیں بنتے اور کسی بے ہودہ ولغو چیز پر ان کا گزر (بھی) ہو جائے تو (اک معززانہ شان بے نیازی سے) گزر جاتے ہیں"۔(الفرقان:۷۲)

کفر چھوٹا ہو یا بڑا جب اس کا مطلب معبود بر حق کی بغاوت ہے تو اسے اپنی نمائندگی کا حق تفویض کرنا تو بہت ہی بڑی بات ہے ہمارے دین کی تعلیم یہ ہے کہ نہ صرف اس سے براءت کی جائے بلکہ اس پر تیشے چلانے کے لئے بھی تیار رہا جائے۔

کفر بالطاغوت کے ضمن میں ہم نے وضاحت کی ہے کہ چونکہ ایمان سے عمل خارج نہیں اس لئے ہر قسم کے طاغوت سے اعتقاداً' قولاً اور عملاً کفر کرنا فرض ہے۔ چھوٹے کفر کا انتخاب جائز قرار دینے والے علماء واساتذہ کرام سے حد درجہ احترام کے ساتھ درخواست ہے کہ اس سلسلے میں شرعی دلیل سے مستفید فرمائیں۔

یہ مسئلہ تو سرے سے زیر بحث ہی نہیں کہ ایک کفر بہ نسبت دوسرا ابدتر ہو سکتا ہے یا یہ کہ جائز طریقے سے ایک کفر سے دوسرے کو مروایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ دلیل تو صرف اس بات کی چاہئے کہ ایسے کسی مقصد کے لئے باطل نظام کے تحت کفر کو منتخب کرنا' اپنی نمائندگی کا حق تفویض کرنا اور اللہ ورسولؐ وامامؑ کے ساتھ شرکت کے منصب پر تقرر کیلئے سند دینا بھی جائز ہو جاتا ہے۔

رہی یہ بات کہ کفر کو تشریع مالم یاذن بہ اللہ کا حق نہ دے کہ ہم بڑے کفر کی راہ ہموار کر رہے ہیں تو سوال یہ ہے کہ دنیا کب چھوٹے اور بڑے کفروں سے خالی رہی ہے؟

پھر یہ اصول کس فقیہ نے استنباط کیا ہے کہ جب بھی کبھی دو بد معاشوں کی طبیعت جنگ وجدل کے لئے کسمسائے تو وارثان نبوت وامامت پر فرض ہو جاتا ہے کہ اپنا پورا وزن کمتر بد معاش کے پلڑے میں ڈال دیں؟

ذرا اس اصول کو دنیا کے فسادات میں "اسلامی کردار" ادا کرنے کیلئے لاگو کیجئے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ آپ کس دلدل میں پھنس گئے ہیں ۔باطل کا بالکلیہ انکار اور طاغوت سے کفر جو اللہ نے فرض کیا ہے اس سے عہدہ بر آں ہونے کے لئے ایسے وقت کے انتظار کی آخر کیا دلیل ہے 'جب جہاں بھر کے چھوٹے بڑے کفر سائز میں ایک سے ہو جائیں گے' اور تاوقتیکہ ایسا نہ ہو باطل اور کفر کا بالکلیہ انکار معلق رہے گا؟

اسپیئر پارٹ اسمگلنگ

ایک "فقہی" نکتہ یہ اٹھایا جاتا ہے کہ ووٹ کو باقی نظام سے الگ کر کے دیکھنا چاہئے کیونکہ جب اس میں اصل برائی قانون سازی ایسا شرک ہے تو صرف اسی کو برا اور غلط کہنا چاہیے جبکہ ووٹ بہر حال اس میں نہیں آتا۔

کسی ملک کے کسٹم قوانین سے کھیلنے کیلئے عموماً مشین کو الگ الگ پرزوں کی صورت میں اسمگل کر لیا جاتا ہے۔ سو جمہوریت کو بھی داخل اسلام کرنے کیلئے یہ تدبیر کی جاتی ہے آپ نے ووٹ حلال کر دیا دوسرے نے امیدواری اور ممبری جائز کر دی تیسرا ذرا اس سے زیادہ بے تکلف ہو گیا تو وزارت ایک بد عنوان آدمی سے بچا کر اپنے پاس رکھ لی۔

دلیل سب ہی کے ہاتھ کہیں نہ کہیں سے لگ جائے گی 'آخر جمہوریت کے جوڑ کھول دیئے تو اب اس کی ہر چیز الگ الگ حیثیت میں دیکھی جائے گی ۔ حرام یہ تب ہو گی جب پوری ہو اور پوری جمہوریت کو دیکھنے سے ممانعت کر دی جائے گی۔

جہاں تک ووٹ کو معمولی سمجھنے کا تعلق ہے اور خاص طور پر یہ کہنا کہ ایک ہمارے ووٹ سے تو اسمبلی قائم نہیں ہوتی تو عرض یہ ہے کہ فتویٰ سب کے لئے ہوتا ہے اور سب کے ووٹوں سے ہی اسمبلی وجود میں آتی ہے۔ اگر ہر آدمی کے لئے اس بنا پر ووٹ حلال کیا جائے کہ اس کے ووٹ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا تو ایسے تفقہ کی داد دینی چاہئے کہ اسمبلی بھی تشکیل پا گئی اور کسی ایک فرد کا گناہ تک بھی لازم نہ آیا۔ آخر افراد کے مجموعہ کے مینڈیٹ سے ہی تو اسمبلی وجود میں آتی ہے۔

یہ فقاہت بالکل ایسی ہی ہے کہ شراب چونکہ نشہ آوری کی بنا پر منع ہے اس لئے اس کی صرف وہ مقدار حرام ہو گی جو نشہ کر دے 'رہی اس سے کم مقدار تو اس پر کوئی قدغن نہیں۔

جبکہ اللہ ورسولؐ وامامؑ کے فرمان کے مطابق: ما اسکر کثیرۃ فقلیلہ حرام

"جس چیز کی کثرت نشہ لائے اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے"

رہی یہ بات کہ اللہ کی شریک اسمبلی بننا غلط ہے اسے ووٹ دینے میں کوئی حرج نہیں تو سوال یہ ہے کہ ووٹ تفریح طبع کے لئے تو بہر حال نہیں ڈالے جاتے۔ آخر اسمبلی کے قیام کے علاوہ ووٹ کا کیا مقصد ہے؟

نظام شرک میں ایک عام شہری کی عملی طور پر موثر پھر کوئی آدمی اس بات سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اس ہونے والی شرکت کے علاوہ کچھ ہی ہے نہیں۔ پانچ سال تک چاہے آپ مخالفت میں بولتے رہیں یا حمایت میں ایک عام آدمی کی حیثیت سے اس میں آپ کا عملی کردار ان پانچ سالوں میں صرف ایک دن ایک خاص لمحے کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ آپ کچھ کر ہی نہیں سکتے جسے حرام یا حلال کہا جائے۔ اب اس میں جو زیادہ سے زیادہ عملی کردار ممکن ہے اس میں تو آپ اور عقیدہ توحید سے جاہل آدمی ایک برابر ہو گئے پھر باقی کیا بچا جس سے پرہیز کیا جائے؟

اسمبلی میں کوئی اچھا آدمی نہیں رہے گا

اگرچہ ہمیں اندازہ ہے کہ عام لوگوں پر ہماری دعوت کا کتنا اثر ہو سکتا ہے تاہم اگر دین خالص کی بصیرت کے متلاشیوں تک پیامِ غدیر پہنچ جائے تو ہماری تحریر کا ہدف حاصل ہو گیا۔

اہل توحید کا عقیدہ صرف ووٹ نہ دینے کا سبق ہی نہیں دیتا انبیاءؑ و آئمہؑ کی سنت میں معاشرے کے اندر حق اور باطل کی کشمکش بھی تو کھڑی کرتا ہے۔ اس کشمکش کے لئے باطل کے چہرے سے اسلامی ملمع کاری کی تہیں کھرچنا خاص طور پر ضروری ہوتا ہے۔

جہاں تک اسمبلی میں "اچھا" آدمی نہ رہنے کا سوال ہے تو ایک بات تو یہ ہے کہ اسمبلی میں جانیوالا آدمی اچھا ہوتا کہاں ہے؟ پھر اگر اس پر بات نہ کی جائے تو بھی اسمبلی کے حسن و جمال کی فکر تو اسے لاحق ہو جو اس پر ایمان رکھتا ہو اور اسکی زیبائش کی خاطر اس میں کچھ دیندار پیس باقی رہنا ضروری خیال کرتا ہو۔

"اکثر یہ اندیشہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر ہم اسمبلیوں سے پرہیز کریں تو ان پر غیر مسلم قابض ہو کر نظام حکومت سے تنہا مالک و متصرف بن جائیں گے اور اگر نظام باطل کے کل پرزے ہم نہ بنیں تو دوسرے بن جائیں گے اور اس طرح زندگی کے سارے کاروبار پر قابض ہو کر وہ ہماری ہستی ہی

کو ختم کر دیں گے 'حتیٰ کہ اسلام کا نام لینے والے باقی ہی نہ رہیں گے کہ تم ان سے خطاب کر سکو۔ لیکن واقعہ یہ ہے ک یہ اندیشے جتنے ہولناک ہیں اس سے زیادہ خام خیالی کے نمونے ہیں اگر ہم نے کہا ہو تا کہ صرف ایک منفی پالیسی اختیار کر کے مسلمان زندگی کا سارا کاروبار چھوڑ دیں اور گوشوں میں جا بیٹھیں تو یہ اندیشے ضرور کسی حقیقت پر مبنی ہوتے... لیکن ہم اس نفی کے ساتھ ساتھ ایک اثبات بھی تو پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ پیروانِ ولایت و امامت اس نظام کے ساتھ ساز گاری کرنے کی بجائے دنیا میں نظام حق قائم کرنے کے لئے منظم سعی شروع کر دیں اور دوسری کے ساتھ اپنے دنیوی مفاد کیلئے کشمکش اور مزاحمت کرنے کی بجائے ان کے سامنے وہ دین حق پیش کریں جس کی پیروی میں تمام انسانوں کی فلاح و آلِ رسول ﷺ کے ذریعہ سے اور اخلاق اسلامی کے ذریعہ سے دنیا میں فکری 'اخلاقی ﷺ ہے اور قرآن کے ذریعہ سے 'سیرت رسول 'معاشی اور تمدنی اور سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں اور اُس عالمہ مہدویؑ الٰہی انقلاب کے لیے تعویذوں اور تخمینوں کی جگہ حقیقی جدوجہد فرمائیں۔"

<u>ہمارے ووٹ نہ دینے سے کیا ہو جائے گا؟</u> کا مختصر جواب اگر چہ یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ آپ کے ووٹ ڈالنے سے بھی کیا ہو جائے گا مگر ایسے موقعہ پر مومنانہ اظہار بے نیازی ہی دین کا تقاضا ہے۔

اسلام کیلئے سب سے زیادہ نا قابل بر داشت امر تو یہی ہے کہ باطل کی عمارت پر حق کا پینٹ کر دیا جائے یا غلاظت کے ڈھیر پر اسلام کا ورق سجایا جائے۔ اگر اس نا قابل بر داشت امر کی راہ روکنے میں آپ کوئی کر دار ادا کرنے کی پوزیشن میں ہیں تو تر دد کس بات کا؟

اسلام عرش سے نازل ہونے والا بابر کت و باعزت دین اور اصولی عقیدہ ہے۔ پوری خلقت اللہ رب العزت و رسولِ عزتؐ و آئمہِ عزتؑ کیلئے آمادہ نافرمانی ہو جائے اسلام کا معمولی سے معمولی حکم بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا جاسکتا۔

اس کے لئے جائز و ناجائز کا تعین زمین پر بسنے والے کر ہی نہیں سکتے۔ یہ تو انسانوں کی اپنی آزمائش کیلئے آیا ہے۔ سو جاہلیت کے نہ ماننے کے ڈر سے اس کے پیچھے لائن میں لگ جانے کے لئے اپنی عافیت کی فکر اسے کبھی نہیں ہوئی۔

اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ

"اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں"۔ (یونس ۱۵)

نظام ولایت و امامت پر ایمان لانے والوں کو بھی اپنے عقیدہ کی عظمت و بے نیازی پر ایسا یقین ہو تا ہے کہ دریاؤں کے رخ بدلنے اور پہاڑوں کے دل چیرنے کے عزم لے کر معاشرے میں اترتے ہیں۔ پھر اپنے دین کی حقانیت 'اپنے ایمان کی پختگی اور اپنے رب کی توفیق سے بسا اوقات اس انہونی کو بھی ہونی کر دیتے ہیں اور اپنے عزم کو ایک زندہ و محسوس اور جیتی جاگتی حقیقت کا روپ بھی دے دیا کرتے ہیں۔ ایسا نہ بھی ہو سکے تو انہیں ملال ان نتائج کے عدم حصول کا نہیں ہوتا:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

''پس آپ ڈٹے رہیے اس بات پر جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں'' (ھود: ۱۱۲)

کو طمانچہ رسید کیا جا سکے تو کسی کیلئے چاہے کچھ بھی نہ ہو نظام ولایت وامامت پر اس لئے پوری ایمانی بصیرت کے ساتھ انسانوں کے زمینی معیاروں ایمان لانے والوں کے لئے تو یہ ایک سعادت ہے۔ مگر اس کی قدر صرف دردِ آلِ محمدؐ محسوس کرنے والے کرتے ہیں۔

پہلے متبادل دیجئے

اگر آپ اس نظام کو باطل تسلیم نہیں کرتے تو اور بات ہے لیکن اسے باطل تسلیم کر کے متبادل لانے کا چیلنج دینا یہی معنی رکھتا ہے کہ کفر اور باطل کا متبادل نہیں ہوا کرتا۔ متبادل کا پیشگی تقاضا گویا ایسے ہی ہے کہ تا آنکہ یہ پیش نہ کیا جائے ''ہم ایمان لانے کے نہیں''۔

دین برحق کو اپنانے کے لئے باطل کو چھوڑ دینا ہی تو باطل کا متبادل ہے. آپ جو یہ حل دوسروں سے طلب فرمارہے ہیں' وہ تو خود آپ کے پاس ہے ۔میرا خیال ہے کہ آپ حضرات ایک ایسی پیچیدگی میں پڑ گئے ہیں جس کا کوئی حل شاید آپ نہ پا سکیں اور وہ پیچیدگی یہ ہے کہ ایک طرف تو اس پوری شیعہ ملت خود کو ''پیروانِ ولایت وامامت'' کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں جس کے ننانوے فی صد افراد ولایت وامامت سے جاہل' اور پچانوے فیصد ولایت وامامت سے منحرف اور نوے فیصد ولایت وامامت سے انحراف پر مصر ہیں یعنی وہ خود ولایت وامامت کے نظام کے سایے میں جینا نہیں چاہتے اور نہ اس منشاء کو پورا کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے ان کو شیعہ مسلمان کہا گیا ہے۔

دوسری طرف آپ کے حالات کے اس پورے مجموعہ کو جو اس وقت عملاً قائم ہے' تھوڑی ترمیم کے بعد قبول کر لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حالات تو یہی رہیں اور پھر ان کے اندر کسی اسلامی اسکیم کے نفاذ کی گنجائش نکل آئے یہی چیز آپ کے لئے بڑی پیچیدگی پیدا کرتی ہے''۔

وہ دیندار حضرات جولاجواب کر دینے والے انداز میں جمہوریت کا متبادل طلب فرماتے ہیں خود 1400 سال سے غدیر و کربلا کا ذکر کرتے آرہے ہیں، عزاداریِ امام حسینؑ برپا کرتے آرہے ہیں، قیامِ امام حسینؑ وسیرتِ طیبہِ آئمہِ اطہارؑ احیائے نظامِ ولایت وحکومتِ اسلامی برپا کرنے کے لیے تھا اور عزاداریِ امام حسینؑ اُسی نہضت وتحریک کو ہر زمان اور ہر جگہ جاری رکھنے کا نام ہے۔

ہاں! مگر افسوس کہ ذکرِ غدیر و کربلا، عزاداریِ امام حسینؑ آج پیشہ وروں، فتنہ بازوں اور رسوماتیوں کی کاروائیوں کی بھینٹ چڑھائی جارہی ہے۔

اسلام سے حل پیش کرنے کے مطالبہ کا مذاق تو نیا نہیں تشویشناک بات یہ ہے کہ اس جاہلی مطالبے میں اچھے خاصے معقول لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے نظام ایک دوسرے کے متبادل ہوں تو ہوا کریں مالک الملک کے دین کو ناقص انسانوں کے نظاموں کے برابر مان کر انکا متبادل قرار دینا بھی توی کیا اہانتِ مقام و منزلتِ نظامِ ولایت و امامت ہے؟

سوال کرنا ہے تو یہ بنتا ہے کہ اللہ ورسولؐ و امامؑ کی جانب سے ہماری سرزمین کے لیے جو نظام ہے وہ کیا ہے تا کہ ہم اسکو قبول کر کے اسکا نفاذ کر سکیں اور ولایتِ اللہ ورسولؐ و امامؑ جو کہ ہم پہ واجب ہے اسکی اطاعت کریں۔

فرق "متبادل" اور "واجب " دریافت کرنے میں مضمر ہے۔ اسلامی متبادل کا مطالبہ تو دین بر حق کے ساتھ محض دل لگی ہے 'ہاں جو نظامِ خدا دریافت کرنے کے لئے اسلام کی چوکھٹ پر آتا ہے اللہ اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ آپ یہ تجربہ ایران کی سرزمین پہ 1979 میں اور آج تک اسکی برکات دیکھ رہے ہیں۔

دراصل ایسا مطالبہ کرنے والے حضرات کی خواہش ہے کہ معاشرے کا یہ ڈھب توجوں کا توں رہے اس پر جو شیطان مسلط ہیں ان پر بھی ہاتھ ڈالا جائے 'اس کے شب و روز بھی یونہی رہیں 'شغل میلے بھی چلتے رہیں 'کوئی بھی بڑی تبدیلی بھی نہ کرنی پڑے 'اس میں موجود باطل عقائد اور افکار پر بھی تیشے نہ چلیں 'اس کے تہذیب و تمدن کو بھی مسخ نہ کرنا پڑے 'نظام تعلیم بھی ویسے کا ویسا رہے اس کے معیاروں کو بھی ختم نہ کیا جائے 'اس کی قدروں کو بھی پامال نہ کیا جائے اور اس کی شکل و صورت پر بھی کوئی آنچ نہ آنے پائے...

غرض یہ سب کچھ رہتے ہوئے اگر کوئی اسلامی حل پیش کر دے تا منہ مانگا انعام حاصل کر سکتا ہے!

یہ سوال کیوں نہیں کیا جاتا کہ دوزخ کے کنارے پر یہ ایستادہ عمارت زمین بوس کیونکر ہو؟

اسلام کی فطرت سے ناواقف کیا جانیں کہ جاہلی نظام میں اس کا سامانا تو درکنار 'ایمان اور تقویٰ کی عمارت کے لئے تو شرک کا ملبہ تک کام میں نہیں آیا کرتا اور اللہ کے دین کی اقامت ایسی بنیاد اٹھانے کے لئے ایک ایک فرد کو پاک صاف کر کے جاہلیت کے اندھیروں سے ہدایت کے نور میں لایا جاتا ہے۔

طاغوت کے اس ڈھانچے کو ختم کرنے کی بجائے اسے اسلامی لباس کا ضرورت مند سمجھنے والے ہزار سال تک بھی صحرا نوردی کا شوق پورا کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں گے۔

رہی یہ بات اس فرض کی بجا آوری کیونکر ہو تو سوال یہ ہے کہ رسولوں کی بعثت کے بعد کوئی حجت تو باقی نہیں رہی اب وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ کی غیر مشروط اطاعت و بندگی کیلئے کتاب و عترتؑ سے اپنا فرض دریافت کریں اور اسے ادا کرنے کے لئے ہر وہ قیمت چکانا اپنے لئے باعث سعادت خیال کریں جس کا دین ان سے تقاضا کرتا ہو؟

اسلامائزیشن کے ڈھونگ نے اچھے بھلوں کے ذہن سے یہ حقیقت بھی اوجھل کر دی ہے کہ اسلام سے معجزوں کے مطالبے تو ہر دور میں ہوتے رہے ہیں مگر اسلام نے خود کسی کے مطالبہ کا پابند نہیں کیا۔

ہاں اپنا مطالبہ پورا کرنے کی شرط ہر ایک پر عائد کی ہے جسے ایمان 'اسلام' اطاعت: فرمانبرداری خود سپردگی اور غلامی و بندگی ایسے الفاظ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اب جو لوگ اپنی عبودیت کا ایسا اظہار کر دیں کہ اسلام ہمارے تقاضوں کا غلام نہیں بلکہ ہم اس کے اشاروں پر چلنے کے پابند ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے متبادل کا مسئلہ کبھی پیش ہی نہیں آیا.

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ كَيْفَ يَهْدِي اللّهُ قَوْمًا كَفَرُواْ بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُواْ أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

اس فرمان برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ ان لوگوں کو ہدایت بخشے جنہوں نے نعمت ایمان پالینے کے بعد پھر کفر اختیار کیا حق پر ہے اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آچکی ہیں۔ اللہ ظالموں ﷺ حالانکہ وہ خود اس بات پر گواہی دے چکے ہیں کہ رسول کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ **(آل عمران:۸۶-۸۵)**

اب یا تو اس حقیقت ایمان سے واقف انسان زمام کار کے مالک ہوں مگر جب ایسا نہیں تو ان کا فرض یہی ہے کہ باطل کے انکار اور اللہ پر اس انداز کے ایمان پر جمے رہیں 'دوسروں کو بھی اس کی طرف دعوت دیتے رہیں' اولوالعزم رسلؑ و آئمہؑ کی پیروی میں پوری جوانمردی سے اپنے رب کی بڑائی بیان کرتے رہیں 'انتہائے سعی و کاوش صرف رضائے خدا اور رسولؐ و آئمہؑ کو جانیں اور اللہ کی رحمت پر یقین رکھیں جو صرف محسنین کا حق ہے۔

آخر الکلام میں امام حُریت امام حسین ابن علی (علیہم السلام) کی دو چشم کُشا احادیث پیش کرتے ہیں

قال: اناللہ و انا الیہ راجعون و علیٰ الاسلام السلام اِذ قد بُلیت الامۃ بُراع مثل یَزید **(بحار الانوار)**

اناللہ و انا الیہ راجعون جب (کوئی بھی) یزید جیسا شخص امت کا حاکم بن جائے تو اسلام پہ فاتحہ و سلام پڑھ دینا چاہیئے

اے لوگو! رسول اللہؐ نے فرمایا: جو شخص کسی ظالم و جابر حکمران کو دیکھے جو حرامِ خدا کو حلال اور حلالِ خدا کو حرام جانتا و مانتا ہو، قانونِ الٰہی توڑنے والا ہو، سنتِ رسولؐ کا مخالف اور مخلوقِ خدا میں گناہ و سرکشی سے حکومت کرنے والا ہو تو پھر وہ شخص اپنے قول و فعل کے ذریعے اس کے خلاف حکمتِ عملی اختیار نہ کرے تو اللہ کا حق بن جائے گا کہ اِس سکوت و جمود و لاتعلق رہنے کی بِنا پر قیامت کے دن اُسی ظالم کے ساتھ محشور کرے گا۔ (بحار الانوار)

اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ

اللہ سے مدد مانگو اور استقامت اختیار کرو 'زمین اللہ کی ہے' (الاعراف:۱۲۸)

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ

اے پیغمبرؐ فرمادیں کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تم چاہے دو دو مل کر اور چاہے اکیلے اکیلے اللہ کی خاطر قیام کرو۔ (سبا: 46)

اس کاوش کا مطالعہ کرنے کے لیے آپکے مشکور ہیں، آپکی رائے ہمارے لیے محترم ہے، اپنی آراء و سوالات سے ضرور آگاہ کریں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابو محمد احمد الفاطمی

Email: abu.muhammad.almujahid@gmail.com, fursanulhaiyjah@hotmail.com, KufrBitTaghut@ymail.com, AhmadFatimi1@gmail.com HamasaeHusseini@Gmail.com